تحریک خدام اہل سنت کا ترجمان

نظام خلافت راشدہ کا داعی

ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم لاہور

جلد 32 شمارہ 8۔ ذوالحجہ ۱۴۴۰ھ اگست 2019ء

جاری کردہ

قائد اہل سنت وکیل صحابہ مظہر شریعت و طریقت

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ

بانی تحریک خدام اہل سنت پاکستان

زیر نگرانی

جانشین قائد اہل سنت

قاضی محمد ظہور الحسین اظہر

امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان

۲ محرم ۱۳۹۳ھ — ۶ فروری ۱۹۷۳ء

خدامِ اہلِ سنت کی دعا

از حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ بانی و امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان

◎

خدایا اہلِ سُنّت کو جہاں میں کامرانی دے　　خلوص و صبر و ہمت اور دیں کی حکمرانی دے
تیرے قرآں کی عظمت سے پھر سینوں کو گرمائیں　　رسول اللہ کی سُنّت کا ہر سو نور پھیلائیں
وہ منوائیں نبیؐ کے چار یاروں کی صداقت کو　　ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ کی خلافت کو
صحابہؓ اور اہلِ بیتؓ سب کی شان سمجھائیں　　وہ ازواجِ نبیؐ پاک کی ہر شان منوائیں

حسنؓ کی اور حُسینؓ کی پیروی بھی کر عطا ہم کو
تُو اپنے اولیاء کی بھی محبت دے خدا ہم کو

صحابہؓ نے کیا تھا پرچمِ اسلام کو بالا　　اُنہوں نے کر دیا تھا روم و ایراں کو تہ و بالا
تیری نصرت سے پھر ہم پرچمِ اسلام لہرائیں　　کسی میدان میں بھی دشمنوں سے ہم نہ گھبرائیں
تیرے کُن کے اشارے سے ہو پاکستان کو حاصل　　عروج و فتح و شوکت اور دیں کا غلبۂ کامل
ہو آئینی تحفظ ملک میں ختمِ نبوت کو*　　مٹا دیں ہم تیری نصرت سے انگریزی نبوت کو

تُو سب خدام کو توفیق دے اپنی عبادت کی
رسولِ پاکؐ کی عظمت، محبت اور اطاعت کی

تیری توفیق سے ہم اہلِ سُنّت کے رہیں خادم　　ہمیشہ دینِ حق پر تیری رحمت سے رہیں قائم

نہیں مایوس تیری رحمتوں سے مظہرِ ناداں
تیری نصرت ہو دُنیا میں قیامت میں تیری ظِلّ

* الحمد للہ! تمام مسلمانوں کا یہ متفقہ مطالبہ منظور ہو چکا ہے اور آئین پاکستان میں قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کے دونوں گروہوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا ہے۔

2
اصلی کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
یا اللہ مدد
تحریک خدام اہل سنت کا ترجمان نظام خلافت راشدہ کا داعی
ابوبکر صدیق
عمر فاروق
عثمان غنی
علی المرتضیٰ
ماہنامہ
حق چاریار رضی اللہ عنہم
لاہور
جلد 32 شمارہ 6 - شوال المکرم ۱۴۴۰ھ، جون 2019ء
جاری کردہ
قائد اہل سنت وکیل صحابہ مظہر شریعت و طریقت
حضرت مولانا قاضی مظہر حسین
بانی تحریک خدام اہل سنت پاکستان
زیر نگرانی
جانشین قائد اہل سنت
حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر
امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان
بدل اشتراک
مدیر مسئول
حافظ محمد مسعود صاحب
اندرون ملک: فی پرچہ 35 روپے سالانہ چندہ 350 روپے
بیرون ملک: مشرق وسطی 85 ریال ○ امریکہ یورپ ○ برطانیہ 20 پونڈ
نائب مدیر
ماسٹر منظور حسین صاحب
قاضی ظاہر حسین جرار صاحب 0333-5783036
رابطہ
دفتر ماہنامہ حق چاریار متصل جامع مسجد میاں برکت علی
مدینہ بازار، ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور
0322-4135093
0302-4166462
042-37427872
پبلشر حافظ محمد مسعود نے افضل شریف پرنٹرز سے چھپوا کر ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور سے شائع کیا۔

فہرست مضامین

قادیانی سرگرمیاں اور ان کی پشت پناہی

حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر مدظلہ ☆

اللہ جل شانہ نے انسانیت کی ہدایت و راہ نمائی کے لیے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا: جن پر وحی الٰہی اترتی رہی اور وہ انسانیت تک یہ پیغامِ الٰہی پہنچاتے رہے۔ بالآخر نبی آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر کی حیثیت سے تشریف لائے۔ قرآنِ کریم کی سینکڑوں آیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے متعلق واضح راہ نمائی کرتی ہیں۔ صرف دو آیات ملاحظہ کیجیے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (الاحزاب: آیت ۴۰)

"محمد باپ نہیں کسی کا تمہارے مَردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر۔ اور ہے اللہ سب چیزوں کو جاننے والا۔" [ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ]

فخر الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تفسیر میں لکھتے ہیں:

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے نبیوں کے سلسلہ پر مہر لگ گئی۔ اب کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی۔ پس جس کو ملنی تھی مل چکی۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا دور سب نبیوں کے بعد رکھا جو قیامت تک چلتا رہے گا۔ حضرت مسیح علیہ السلام بھی اخیر زمانہ میں بحیثیت آپ کے ایک امتی کے آئیں گے خود ان کی نبوت و رسالت کا عمل اس وقت جاری نہ ہوگا۔ جیسے آج تمام انبیاء اپنے اپنے مقام پر موجود ہیں مگر شش جہت میں عمل صرف نبوت محمدیہ کا جاری و ساری ہے۔ حدیث میں ہے کہ اگر آج موسیٰ علیہ السلام زمین پر زندہ ہوتے تو ان کو بھی بجز میرے اتباع کا چارہ نہ تھا۔ بلکہ بعض محققین کے نزدیک تو انبیائے سابقین اپنے اپنے عہد میں بھی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت عظمیٰ ہی سے مستفید ہوتے تھے۔ جیسے رات کو چاند اور ستارے سورج

☆ امیر تحریک خدام اہل سنت والجماعت، پاکستان 0453-543444

کے نور سے مستفید ہوتے ہیں حالانکہ سورج اس وقت دکھائی نہیں دیتا اور جس طرح روشنی کے تمام مراتب عالم اسباب میں آفتاب پر ختم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح نبوت و رسالت کے تمام مراتب و کمالات کا سلسلہ بھی روح محمدی ﷺ پر ختم ہوتا ہے۔ بدین لحاظ کہہ سکتے ہیں کہ آپ رتبی اور زمانی ہر حیثیت سے خاتم النبیین ہیں اور جن کو نبوت ملی ہے آپ ہی کی مہر لگ کر ملی ہے۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدہ، آیت: ۳)

”آج میں پورا کر چکا تمہارے لیے دین تمہارا، اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا۔ اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین۔“ [ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ]

عالم ربانی حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی ؒ نے تفسیر میں لکھا ہے کہ:

”یعنی اس عالمگیر اور مکمل دین کے بعد اب کسی اور دین کا انتظار کرنا سفاہت ہے۔ اسلام جو تفویض و تسلیم کا مرادف ہے اس کے سوا مقبولیت اور نجات کا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں۔ الیوم اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ کا نازل فرمانا بھی منجملہ نعمائے عظیم کے لیے ایک نعمت ہے“۔

محترم قارئین! قرآنی آیات اور ذخیرۂ احادیث میں عقیدۂ ختم نبوت کی تصریح کے باوجود مسلیمہ کذاب سے انکار ختم نبوت اور جھوٹا دعویٰ نبوت شروع ہوا اور انگریز کی آشیر باد پر مرزا غلام احمد قادیانی تک آن پہنچا۔ جس کے سدباب کے لیے ہر زمانہ میں امت کے زعماء نے جدوجہد کی اور ہر ایسی تحریک کو اس کے منطقی انجام تک پہنچایا۔ پاکستانی پارلیمنٹ نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو آئین پاکستان میں مرزائیوں اور احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر پوری دنیا کو پیغام دیا کہ ہم اس نازک ایمانی مسئلہ پر کسی مصلحت یا سمجھوتہ کے روادار نہیں ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ اعتراف بھی ریکارڈ کا حصہ ہے جس میں وہ تسلیم کرتے ہیں کہ ان کی اٹھان اور آبیاری میں انگریز کا عمل دخل تھا۔ ملاحظہ کیجیے:

① یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربے سے ایک وفادار، جاں نثار خاندان ثابت کر چکی اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ (برطانیہ) کے معزز حکام نے

ہمیشہ مستحکم رائے سے یہ اپنی چٹھیات میں گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے خیر خواہ اور خدمت گزار ہے اس خود کاشتہ پودے کی نسبت نہایت حزم و احتیاط سے اور تحقیق و توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو عنایت و مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ [تبلیغ رسالت، جلد: ۷، صفحہ ۱۹]

② میں تمام مسلمانوں سے اول درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اول درجہ پر بنا دیا (اول) والد کے اثر نے (دوم) اس گورنمنٹ کے احسانوں نے (تیسرے) خدا تعالیٰ کے الہام نے۔ [ضمیمہ: ۳، تریاق القلوب]

③ میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں [تریاق القلوب ص: ۲۵]

قادیانی گروہ پھر سرگرمِ عمل

مرزا غلام قادیانی اور اس کے پیروکار دنیا بھر خاص طور پر پاکستان میں ہر محاذ پر ہزیمت و پسپائی سے دوچار ہوئے لیکن اپنے عزائم کی آبیاری کرتے ہوئے بقاء و احیاء کی جنگ لڑتے رہے۔ انگریز نے جس پودے کو لگایا تھا اس کے تحفظ کے لیے ہمیشہ کمر بستہ رہا اور آج بھی ان کی واضح پشت پناہی کر رہا ہے۔

۲۰۱۳ء کے انتخابات میں حالیہ وزیر اعظم پاکستان نے قادیانی سربراہ مرزا مسرور احمد کے پاس P.T.I کی نمائندہ خاتون نادیہ چوہدری کو بھیجا جنہوں نے حمایت کی صورت میں قادیانی سربراہ کو ان کے متعلق آئینی ترمیم کو ختم کرنے کا عندیہ دیا جس کا اظہار قادیانی سربراہ نے بارہا مرتبہ کیا (۱) ۲۰۱۸ء کی انتخابی مہم کے دوران کراچی کے گلی کوچوں میں جو انتخابی منشور تقسیم کیا گیا اس کی ایک شق یہ بھی تھی۔ احمدی، اسماعیلی، ہندو اور کرسچن کمیونٹیز کے شہری حقوق کا تحفظ۔ چنانچہ حالیہ حکومت وجود میں آنے کے بعد قادیانی سرگرمیوں میں تیزی آئی اور خاص طور پر قادیانی گروہ نے بیرون ملک اپنی میزبانیوں اور مہربانیوں کی حالیہ حکومت پر بارش کر دی جس کے متعدد شواہد پیش

کیے جاسکتے ہیں۔ خاکم بدہن اسلام آباد میں قادیانی مرکز کے قیام اور اس کے لیے زمین کے تعین کی بازگشت بھی سنائی دے رہی ہے۔

وزیراعظم پاکستان کے دورہ امریکہ سے چند دن قبل سابق مقتول گورنر سلمان تاثیر کے بیٹے شان تاثیر کی معرفت اور ترجمانی سے سرگودھا کے ایک بک سیلر امریکہ کے صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے دربار میں فریادی بن کر حاضر ہوئے۔ سوشل میڈیا پر وائرل ہونے والی ویڈیو کے مطابق ان کا کہنا تھا کہ:

"میں احمدیہ جماعت سے تعلق رکھتا ہوں۔ ۷۴ء میں ہمیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، ہمارے گھر بھی لوٹ لیے، ہماری دکانیں بھی لوٹ لیں، کئی گھروں کو آگ لگا دی، ربوہ آ گیا پھر بچوں کو لے کر، سرگودھا میں دوکان تھی، یہاں پر بھی میں کتابوں کا کام کرتا تھا، کتابوں کے رول پر انہوں نے سزا دی پانچ سال قید بامشقت اور چھ لاکھ روپے جرمانہ۔ سوا تین سال بعد میں رہائی پا کر یہاں آیا ہوں۔ ہم بڑے پر امن طریقے سے یہاں رہتے ہیں، میں یہاں اپنے آپ کو مسلمان کہہ سکتا ہوں لیکن پاکستان میں اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتا، وہ لوگ ہمیں سزا دیتے ہیں، ہماری جماعت پر امن جماعت ہے۔ یہ لوگ گالیاں دیتے ہیں، گھر جلاتے ہیں، ہم کسی کو کچھ نہیں کہتے اللہ پر چھوڑتے ہیں۔ آپ سے درخواست ہے۔ [شاہد یہ تحریری دی گئی ہو] اللہ آپ کو جزا دے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔"

واضح رہے کہ ڈونلڈ ٹرمپ سے جس وفد نے ملاقات کی اس میں مختلف ممالک میں پائے جانے والے اقلیتی گروپس کے نمائندے شامل تھے جنہیں ڈونلڈ ٹرمپ نے یقین دہانی کروائی کہ ہم اس کے متعلق اقدامات کر رہے ہیں۔

سرگودھا کا کتب فروش امریکہ میں

محترم قارئین! سرگودھا کا رہائشی معمر کتب فروش 29SC کے تحت توہین رسالت کے ارتکاب کے جرم میں پابند سلاسل تھا اس کی ڈرامائی رہائی اور امریکہ کی پشت پناہی کی روئیداد مرزائیوں کے آفیشل پیج "ربوہ ٹائم" کے مطابق کچھ یوں ہے:

[۴ مارچ، ۲۰۱۹ء] صدر ٹرمپ نے ریلیجز فریڈم کمشنر کو کال کی ہے اور پاکستان میں جو قادیانی بک سیلر ہے اس کی رہائی کا مطالبہ کیا ہے۔

[۱۱ مارچ، ۲۰۱۹ء] یونائیٹڈ نیشن کے نمائندے نے پاکستان کو کرٹسائز کرتے ہوئے کہا ہے کہ تم لوگ قادیانیوں کے ساتھ صحیح رویہ اختیار نہیں کر رہے۔

[۱۷ مارچ، ۲۰۱۹ء] یونائیٹڈ نیشن۔ یونائیٹڈ اسٹیٹ آف امریکہ اور ریلیجز فریڈم کے صدر نے دوبارہ پاکستان سے کہا آپ قادیانیوں کے ساتھ صحیح رویہ اختیار نہیں کر رہے ہیں اس لیے قادیانی بک سیلر جیسے توہین رسالت کے قانون پر سزا سنائی گئی اسے رہا کیا جائے۔

[۱۸ مارچ، ۲۰۱۹ء] سابق چیف جسٹس ثاقب نثار کو ایک لاکھ ڈالر کا چیک ڈیم فنڈ کے کھاتے میں دیا گیا۔ جس پر لکھا ہے کہ یہ احمدیہ مسلم کیمونٹی کی طرف سے ہے۔

[۲۰ مارچ، ۲۰۱۹ء] ریلیجز فریڈم کے ایڈووکیٹ کے مطابق امریکہ کے پریشر پر قادیانی بک سیلر کو رہا کر دیا گیا۔

قارئین محترم! وزیراعظم پاکستان کے دورۂ امریکہ سے دو دن قبل صدر امریکہ تک سرگودھا کے کتب فروش کی رسائی اور رہائی ذومعنی ہے۔ ربوہ ٹائم کی مذکورہ تفصیل، توہین رسالت کے مرتکب کی رہائی اور امریکہ رسائی بھی اپنے اندر ایک تفصیل رکھتی ہے۔ ہمیں اختصار کے پیش نظر اس پر تبصرہ سے گریز ہے۔ تاہم اس تفصیل کے تناظر میں ہم ایک عین حقیقت سوال حالیہ اعلیٰ عدلیہ کی خدمت میں ضرور رکھیں گے جسے ایک شیر دل جوان شاہیر سیالوی صدر سٹیٹ یوتھ پارلیمنٹ نے سوشل میڈیا پر بار بار دہرا کر ہنگامہ بپا کر رکھا ہے۔

> ''جب ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم کے بعد آئین پاکستان کی رُو سے مرزائی، احمدی غیر مسلم اقلیت ہیں تو سابق چیف جسٹس کا مرزائی کیمونٹی سے لاکھ ڈالر کا عطیہ [اس نام کے ساتھ کہ یہ ''احمدیہ مسلم کیمونٹی'' کی طرف سے ہے] آئین پاکستان سے بغاوت کے زمرہ میں نہیں آتا؟ اور کیا حالیہ سپریم کورٹ کی سوموٹو کے ذریعے کوئی آرٹیکل ۶ حرکت میں لاسکتی ہے؟''

ہم سمجھتے ہیں کہ قادیانی سرگرمیاں اور ان کی اندرون ملک و بیرون ممالک پشت پناہی امت مسلمہ کے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔ زعمائے کو چاہیے مل بیٹھ کر اُن ایمانی جذبوں کو پھر سے حرارت بخشیں جو ۱۹۷۴ء سے قبل تھے کہ شاید پھر سے کوئی معرکہ بپا ہونے کو ہے۔ وما توفیقی الا باللہ

فیوضاتِ مظہرؒ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قرآنی و ایمانی صفات

قائد اہل سنت وکیلِ صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ☆

درسِ قرآن: ۲۹ رجمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ بمطابق ۲۵ مارچ ۱۹۸۲ء	ضبط و ترتیب: ماسٹر منظور حسین

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم○ بسم اللہ الرحمن الرحیم○

وَ يَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَ عَصَيْنَا وَ اسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّ رَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَ طَعْنًا فِى الدِّيْنِ وَ لَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا وَ اسْمَعْ وَ انْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَ اَقْوَمَ وَ لٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا○

ترجمہ: ''اور کہتے ہیں، وہ سُنا ہم نے اور مانا ہم نے اور کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنیں نہ سُنائے جائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم، اور کہتے ہیں راعنا اپنی زبانوں کو مروڑ کر۔ اور دین میں طعن کے لیے، عیب لگانے کے لیے۔ اور اگر وہ کہتے کہ ہم نے سُن لیا، اور ہم نے مان لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنیں اور آپؐ ہماری طرف نظر کریں تو بہتر ہوتا، اُن کے لیے اور بہت ٹھیک ہوتا، لیکن اللہ نے ان پر لعنت کی ہے ان کے کفر کی وجہ سے، پس نہیں ایمان لاتے وہ، مگر تھوڑے۔ اے وہ لوگو! جن کو کتاب دی گئی ہے، ایمان لاؤ ساتھ اُس کے جو ہم نے اتارا ہے۔ وہ تصدیق کرنے والا ہے اس کی جو تمہارے پاس ہے۔ اس سے پہلے ایمان لاؤ کہ ہم مٹا دیں چہروں کو، پھر ہم پھیر دیں ان کو اوپر ان کی پچھلی طرفوں کے، یا ان پر لعنت کریں، جس طرح ہم نے لعنت کی ہفتہ کے دن والوں پر اور ہے اللہ کا کام ضرور ہونے والا۔'' (پ ۵، سورۃ النساء: ۴۶۔۴۷)

○...... برادرانِ اہلسنت والجماعت! یہ آیتیں جو میں نے اب تلاوت کی ہیں، یہ گذشتہ درس میں بھی تلاوت کی گئی تھیں اور ان کے متعلق کچھ عرض کیا تھا، اُس وقت مدینہ منورہ کے جو حالات تھے، اُن کے پیشِ نظر آیات نازل ہوتی تھیں، ہمارے سامنے تو قرآن مجید، الحمد سے لے کر

☆ بانی تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان، خلیفہ مجاز شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

والناس تک، اسی ترتیب سے کتابی شکل میں موجود ہے، لیکن نبی کریم ﷺ پر اس کا نزول موقع بموقع تدریجاً ہوا ہے، کہ کوئی واقعہ پیش آگیا تو اوپر سے آیت نازل ہوئی، مخالفین نے کچھ سازشیں کیں، پروپیگنڈے کیے، شرارتیں کیں تو اللہ تعالیٰ نے آیات میں ان کا ذکر کر دیا۔ اور تعلیم و تربیت کے لیے یہ طریقہ آسان بھی ہے اور مؤثر بھی، ہر آدمی اچھی طرح سمجھ لیتا ہے، کیونکہ واقعہ سامنے ہوتا ہے، حکم آیا تو معلوم ہو گیا کہ اس میں ہمارے لیے یہ فائدہ ہے۔ ہمیں تو تلاش کرنا پڑتا ہے کہ ہمارے حالات کے مطابق آج کونسی آیتیں ہیں؟

○......تو اس وقت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقابلے میں مدینہ منورہ میں یہود قوم تھی اور اُسی قوم کا پہلے اثر اور غلبہ تھا۔ وہاں ان کے سردار بھی تھے، علماء بھی تھے، اس قوم کی حالت کے مطابق درویش، بزرگ بھی تھے، تو کتنا مشکل کام ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی چھوٹی سی جماعت تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقصد چونکہ دین تھا، تو جہاں بھی وہ رہے ہیں، دین کی خاطر رہے ہیں خود بھی دین پر چلے ہیں، دوسروں کو بھی دین پر چلایا ہے۔ تو اندازہ فرمائیں! کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک چھوٹی سی جماعت ہے، کچھ انصار ہیں، کچھ مہاجرین ہیں، وسائل بھی تھوڑے ہیں اور مقابلے میں بہت بڑی طاقت ہے، اُن کا پرانا اثر ہے۔ ادھر قریشِ مکہ، قبائلِ عرب، سب طاقتیں ہیں، ان حالات میں نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دین کو بڑھانا بھی ہے، اُن کا مقابلہ بھی کرنا ہے کہ اُن کے اثرات کو زائل کرنا ہے تو اس ماحول میں اور ضرورت کے مطابق یہ آیات نازل ہوئی ہیں۔

○......بعض لوگ اُن کے منافق تھے جنہوں نے بظاہر اسلام قبول کیا، وہ نبی کریم ﷺ کی مجلس مبارک میں حاضر تو ہوتے، لیکن نیت چونکہ ٹھیک نہیں تھی، خلوصِ قلب سے اسلام کو قبول نہیں کیا تھا، تو اس لیے وہ اس کھوج میں رہتے کہ ہمیں کوئی ایسی بات ملے کہ ہم آگے اس کو پھیلا سکیں۔

○......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو دربارِ رسالت ﷺ میں اپنی اصلاح کے لیے حاضر ہوتے، وہ تو آپ ﷺ کی بات غور سے سنتے، کوئی بات نہ سمجھ آتی تو پھر پوچھ لیتے، اور بات پوچھنے کے لیے کوئی نہ کوئی لفظ ہوتا ہے، تو ''راعنا'' عرض کرتے کہ یارسول اللہ! ہماری رعایت فرمائیں، اس کا مطلب یہی ہے ناں کہ ہمیں آپ پھر بتائیں۔ اب وہ جو شریر منافق اسی مجلس میں ہوتے تو وہ تو ڈھونڈتے تھے، انہوں نے اس لفظ سے آگے پھر ایک بے ادبی کا گویا منصوبہ بنایا۔ وہ بھی کہتے ہم نے مسئلہ

پوچھنا ہے، تو وہ راعنا کا لفظ زبان مروڑ کر پڑھتے ''راعینا'' کہتے۔ تاکہ دوسرے بھی نہ سمجھ سکیں معمولی زبان کا فرق ہو، تو اس کا یہ معنیٰ ہے، اے ہمارے چرواہے، یہ بے ادبی کی بات ہے یا اُن کی زبان میں احمق مراد ہے۔ تو لفظ وہی ہے، نیت بُری ہے۔ دیکھوناں! کیسے کیسے لوگ تھے؟ باطل ہمیشہ چالاک و ہوشیار رہتا ہے، آج بھی دیکھ لو۔ وہ ایک لفظ سُنیں گے، اس میں سے کوئی عیب نکالیں گے۔

○......اور پھر وہ یہ کہتے کہ ہم نے سُن تو لیا، ''سمعنا'' یا رسول اللہ! ہم نے سنا ''وعصینا'' اس کے دو معنی نکلتے ہیں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین کی بات نہیں مانیں گے، ان کی نافرمانی ہم کرتے ہیں، اور یہ بھی ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہیں مانتے۔ ''واسمع'' اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہماری آپ صلی اللہ علیہ وسلم بات سُنیں، جس طرح صحابہ کہتے تھے سُنیں۔ آگے ساتھ کہتے ''غیر مسمع'' کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بات نہ سنائی جائے۔ ہماری طرف سے آپ کو تکلیف نہ ہو، ہم مجبوری سے پوچھتے ہیں اور یا دوسرا معنیٰ لیتے، جس میں گویا عیب کا پہلو نکلتا، یہ نہیں سوچتے کہ اس کا تمہیں فائدہ کیا ہے؟ اللہ بھی ناراض، رسول بھی ناراض، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مخالفت اللہ تعالیٰ نے تو صحابہؓ کے طفیل، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سائے میں دین کو غالب کرنا ہے۔ یعنی اُس وقت تو ایک یقینی بات تھی ناں؟ وہ صحابہ اتنے مخلصین تھے اور اُن کے ذریعے اللہ نے اسلام کو پھیلانا تھا۔ غالب کرنا تھا۔ اس لیے دشمن کی طاقتیں مقابلے میں فیل ہوگئیں، لیکن عالمِ اسباب میں تو دشمنانِ دین نے رکاوٹ ڈالنے کی کوششیں بہت کیں اور اسی لیے اللہ تعالیٰ ہی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سمجھانا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو معلم اور مربی ہیں ہی، لیکن جماعتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی یہ بلند شان ہے کہ اللہ تعالیٰ براوراست وحی نازل کرتے ہیں کہ ایسا نہ کرو۔ یہی تو تعلیم ہے، یہ معمولی بات نہیں۔ وحی کے ذریعے موقع بہ موقع ان کی راہنمائی کی جائے؟

○......اگر یہ لوگ کہتے ''سمعنا'' ہم نے سُنا۔ ''واطعنا'' اور اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے اطاعت کی، یعنی ہمارا ارادہ یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات جو ہم نے سُنی ہے ہم اس کی اطاعت کریں گے۔ ''واسمع'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری بات سُنیں۔ ''وانظرنا'' اور ہماری طرف نظر فرمائیں ''راعنا'' سے چونکہ بے ادبی کا پہلو نکلتا تھا، اس لیے وہ لفظ ہی اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تبدیل کرنے کا حکم دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف نظر فرمائیں۔ جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسے الفاظ چھوڑ دیئے، جس سے بے ادبی کا پہلو نکل سکتا تھا، یا دشمن نکال سکتا تھا۔ اسی طرح منافقین کو فرما رہے ہیں کہ اگر یہ لوگ

بھی اسی طرح خلوصِ قلب سے، نیک نیتی سے، اس طرح کہتے تو یہ ان کے لیے بہتر تھا ناں، بہتر تو یہی تھا۔

○……تو اس سے یہ سبق ملا کہ آدمی دین کو دل سے قبول کرے، اگر دل سے قبول کرے گا تو پھر وہ مخلصانہ طور پر اس کے لیے کوشش کرے گا مسئلہ پوچھے گا۔ نہ سمجھ آئے دوہرائے گا، تو اس کی تو ترقی ہوگی ناں؟ اس کے علم اور عمل میں ترقی ہوگی اور اگر صاف دلی سے اسلام کو یا حق کو قبول نہیں کیا تو پھر وہ اُس کو خود سمجھیں کہ یہ مسلمان ہے؟ اللہ کے نزدیک تو کچھ نہیں۔ ''خسر الدنیا والآخرہ'' کہ دنیا میں بھی خسارہ اور آخرت میں بھی خسارہ۔ یہ نہیں کہ یہ یہود کا کردار ہے، یہ گویا تنبیہ ہے کہ مسلمان اس طرح نہ کریں۔

○……اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم اہلِ کتاب کی پیروی کرو گے قدم بہ قدم۔ جس طرح ان کے حالات ہیں، آج ہمارے حالات وہی ہیں۔ تو اصل چیز ہے نیک نیتی اور خلوص۔ اللہ کی رضا، پھر سب کچھ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ آج یہی حال ہے ہماری قوم کا۔ خواہ سیاست کا دائرہ ہے، خواہ حکومت کا دائرہ ہے، خواہ تجارت کا دائرہ ہے، کوئی کاروبار ہے، مجموعی قومی لحاظ سے اتنا بگاڑ ہے کہ کوئی آدمی ہوگا جو دل سے یہ چاہتا ہو کہ میں حلال کمائی کھاؤں، اللہ کے راستے پر چلوں یا دوسروں کو چلاؤں۔ خود غرضی، بددیانتی، جھوٹ، وغیرہ ساری چیزیں ہم میں ہیں۔

○……تو بہتر کیا ہے؟ کہ ایسے الفاظ نہ بولیں کہ جن سے نبی کریم ﷺ کی ''نعوذ باللہ'' بے ادبی، تنقیص ہو جائے۔ اس سے یہ بھی سمجھا دیا کہ حضور ﷺ کی عظمت کتنی ہے اور کتنی ملحوظ رکھنی چاہیے۔ وہ حضور ﷺ کی بے ادبی اور اپنے خبثِ باطن کے اظہار کے لیے کہتے تھے ناں؟ نہ حضور ﷺ کا نقصان نہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا نقصان، لیکن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تو سب سے محبوب و پیارے، محبوبِ اعظم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ دیکھو ناں! اس کو سمجھنے کی کوشش کرو کہ حضور ﷺ کی عظمت کا تحفظ قرآن میں کیا جا رہا ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم کی نیت بھی ٹھیک، ان کے الفاظ بھی ٹھیک، لیکن اسی سے اگر دوسرا کوئی تنقیص کا پہلو نکال سکتا ہے تو اس لفظ کو ہی بدل دو۔ بڑی بات ہے۔ یہ بہت بڑی گہری عقیدت اور عظمت کا تحفظ ہے، یہ معمولی بات نہیں ہے۔

○……تو یہ اُن کے لیے بہتر ہوتا اور اُن کے لیے زیادہ صحیح ہوتا، اس لیے فرمایا کہ اس میں تو

اُن کا نقصان ہے، پتہ چل گیا، قرآن نے پول کھول دیا۔ اب سارے سمجھ جاتے ہیں یہ ایسا ہے۔ اس لیے فرمایا ''فَلَا یُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا'' ''پس نہیں ایمان لاتے مگر تھوڑے۔ ایمان کا تعلق دل سے ہے، قلب سے ہے، شریعت میں جو ایمان قبول ہوتا ہے، وہ اسلام کو، قرآن کو، نبی کریم ﷺ کو ماننا ہے، کسی حق بات کو ماننا ہے، دل کی تصدیق ہے۔ یعنی دل میں اس کو سچا مان لے۔ صرف جاننے کا نام بھی ایمان نہیں، بعض دفعہ ایک آدمی جانتا ہے کہ یہ سچی بات ہے لیکن مانتا نہیں۔ تو ایمان اس وقت ہوگا جب حق کو دل سے مان لے، تصدیق کا معنیٰ ہے، یہ بالکل صحیح ہے، سچ ہے، دل میں یہ ہو کہ میں نے مان لیا۔ دل میں کوئی ذرہ برابر تردد یا فتور نہ رہے۔ ایمان ہوگیا اور اگر دل میں اس کے شک ہے یا انکار ہے کامل تصدیق دل میں نہیں ہے تو وہ ایمان نہیں ہوگا۔ شریعت میں اس کو ایمان نہیں کہیں گے۔

○……قرآن کی اصطلاح میں اس کو منافق کہیں گے، کہ زبان سے تو سب کچھ مانتا ہے دل سے نہیں مانتا۔ یاد رکھو! منافق وہ ہوتا ہے کہ جو دین کے اصول اور عقیدے پورے پورے زبان سے مان لے۔ زبان سے انکار کرے تو وہ کافر ہوگیا، کھل گیا، اس کو منافق نہیں کہتے۔ منافق انکار نہیں کرتا۔ ساری بات مانتا ہے، منافقین قسمیں اٹھا کے مانتے تھے کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اللہ نے فرمایا کہ آپؐ تو اللہ کے پیغمبر ہیں لیکن یہ جھوٹے ہیں۔ یاد رکھو! منافق وہ ہے جو ساری باتیں زبان سے مانتا ہے، دل سے نہیں مانتا۔

○……اب مرزائی ہیں ان کو کیوں کافر کہا جاتا ہے؟ اس لیے کہ مرزا قادیانی نے اپنی پیغمبری کا دعویٰ کیا اور مرزائیوں نے مان لیا۔ اب کسی جھوٹے پیغمبر کو ماننا، یہ منافقت نہیں ہے، یہ کفر ہے۔ اس میں بھی کئی لوگ کہتے ہیں کہ دیکھو جی! نمازیں پڑھتے ہیں، اذانیں دیتے ہیں، کلمہ پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، علماء سختی کرتے ہیں؟ اصولِ ایمان کا منکر ہو تو وہ کافر ہے۔ حضور ﷺ کے بعد، کوئی آدمی نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہے کیونکہ نبوت کا سلسلہ تو ختم ہے۔ اب ایک جھوٹے نبی کو ماننا ہے، تو یہ اسلام میں عقیدہ، کفر ہے یا ایمان ہے؟ جب کفر یہ عقیدہ اس نے اختیار کیا اور کھلم کھلا دعویٰ کرتا ہے، لکھنے میں پڑھنے میں، تو اس لیے وہ کافر ہوگیا اور لاہوری مرزائی کیوں کافر ہیں؟ ان کے متعلق تو مودودی صاحب نے بھی لکھا تھا کہ یہ نہ کافر ہیں نہ مسلمان ہیں، یہ کہتا ہے کہ ''نہ وہ اقرار کرتے ہیں نہ انکار کرتے ہیں اس لیے کفر اسلام کے درمیان معلق ہیں، لٹکے ہوئے ہیں، بظاہر

لاہوری پارٹی کہتی ہے کہ مرزا نبی نہیں مجدد ہے، تو وہ کیوں کافر ہیں؟ اس لیے کہ مرزا کو کافر ماننا ضروری ہے اور یہ مجدد مانتے ہیں۔ یہ بھی ختم نبوت کے منکر ہو گئے، کہ اگر ختمِ نبوت کے منکر نہ ہوتے تو صاف کہتے بھئی جب اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو کافر ہو گیا۔ تاویلیں کرتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہی نہیں؟ لیکن علماء یہ کہتے ہیں کہ اس کا صاف دعویٰ موجود ہے، اس نے کہا ہے کہ ''وہ آدمی اسی طرح کافر ہے کہ جو مجھ کو نبی نہیں مانتا، جس طرح محمد رسول اللہ کو نہیں مانتا''۔ تو بہر حال عرض یہ کر رہا ہوں کہ جن کو ضروریات دین کہتے ہیں کہ دین میں وہ بات ضروری مانی ہے، (اس کا انکار کفر ہے) قرآن مجید میں جو منافقین کا ذکر آتا ہے تو وہ وہ گروہ ہے جو بظاہر اسلام کو مانتے ہیں لیکن اپنے انکار کا اظہار نہیں کرتے، لیکن اللہ تعالیٰ تو جانتا ہے ناں کہ ان کی نیت میں فساد ہے۔ ان کے لفظوں سے معلوم ہو گیا، اور پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی معلوم ہو جاتا ہے، یہ کیسا ہے تو قرآنِ مجید میں گویا یہ سب اصول سکھلائے گئے، نشاندہی کی گئی۔

○...... ''فَلَا یُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا'' ''پس نہیں ایمان لاتے مگر تھوڑے۔ اہل کتاب میں سے بھی بعض کو اللہ تعالیٰ نے ایمان نصیب فرمایا، حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ عالم تھے، لیکن جب قوم بگڑ جائے، صرف دنیا پرستی، حرام خوری ہو، تو پھر وہ اندر استعداد کا نور بجھ جاتا ہے۔ حق کو وہ قبول نہیں کرتا۔ سمجھتا ہے، یہ ٹھیک ہے۔ جن کے اندر کچھ استعداد باقی تھی انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ سے حق کو قبول کر لیا لیکن جن کے دل بالکل ختم ہو چکے تھے ''ختم اللہ علیٰ قلوبھم'' تو آخر دم تک ان کو پھر ایمان نصیب نہیں ہوا۔

○...... آگے پھر اُنہی اہل کتاب کو نصیحت فرماتے ہیں ''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ'' ''اے اہل کتاب تم کو پہلے ہم نے کتاب دی تھی، لیکن اب وہ کتاب منسوخ ہے اب قرآن آ گیا ہے یہ کتاب بھی اسی اللہ کی ہے جس نے تورات، انجیل بھیجی تھی۔ تو اسی اللہ کی اس آخری کتاب کو تم مان لو، تو ایمان ٹھیک ہو گیا۔ ایمان لاؤ ''بِمَا نَزَّلْنَا'' اس پر جو ہم نے کتاب نازل کی، ''مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَکُمْ'' یہود و نصاریٰ کا پروپیگنڈا یہی ہوتا تھا ناں کہ ہم قرآن کو اس لیے نہیں مانتے کہ ہم تو توراۃ انجیل کو ماننے والے ہیں۔ جو اللہ نے نازل فرمائیں۔ ہم اس لیے نہیں مانتے کہ جو توراۃ انجیل کا دین تھا یہ قرآن اس کے خلاف ہے، اور نعوذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اس کے خلاف ہے؟ تو اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس شبہے کا ازالہ فرمایا، کہ تم اس کتاب پر ایمان لاؤ جو ہم نے اتاری ہے، تمہارے پاس

جو کتاب ہے یہ اس کے مخالف نہیں۔ اس کی یہ تصدیق کرتی ہے، یہ اللہ کی کتاب ہے۔
دیکھو ناں! یہ دلیل ہے ناں؟ کیونکہ بعض دفعہ غلط فہمی سے شبہہ ہوتا ہے، غلط فہمی سے شبہ ہو تو سمجھ آ جائے تو آدمی مان لیتا ہے، ضد کا تو کوئی علاج نہیں، مثلاً جس طرح مخالفین نے یہ پراپیگنڈہ کیا ہوا ہے کہ دیکھو جی! سُنی اہلبیتؓ کو نہیں مانتے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نہیں مانتے اور وہ اسی بنیاد پر اپنے مشن کو جاری کر سکتے ہیں اور سُنیوں کو خراب کر سکتے ہیں، اس لیے علمائے اہلسنت کے لیے لازم ہو جاتا ہے کہ ان کے اس غلط پراپیگنڈے کا ازالہ کریں۔ کیونکہ سُنی تو مانتا ہے ناں۔ ہم کوئی خارجی ہیں؟ اصل سُنی مذہب میں تو سب کو مانتا ہے، یہ بھی صحابی، وہ بھی صحابی، رشتے جدا جدا۔

○......قرآن کا خطاب اہلبیتؓ کا، ازواج مطہراتؓ کو ہے، امہات المومنین کو ہے، اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اہلبیتؓ فرمایا، گھر والوں میں تو سارے ہی شامل ہیں نا؟ از روئے قرآن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیویاں اہلبیت، از روئے حدیث وہ۔ اس لیے محمود احمد عباسی نے ''خلافتِ معاویہؓ اور یزید'' میں لکھا ہے کہ یہ ساری وضعی، من گھڑت حدیثیں ہیں۔ ''ان کی فضیلتیں بنانے کے لیے انہوں نے روایتیں گھڑنی شروع کر دیں۔'' اور سُنی علماء کو ہوش ہی نہیں کہ کہہ کیا رہا ہے؟ صحیح بخاری، صحیح مسلم کا درس بھی دے رہے ہیں اور اس فتنے کا مقابلہ بھی نہیں کر رہے۔

○......اور وہ جو عزیز احمد صدیقی ہے، وہ بدبخت تو ننگا ہے ناں۔ وہ تو کہتا ہے کہ ''یہ چھ صحاح ستہ کے مصنفین جو تھے یہ دراصل مجوسی تھے۔'' سب کچھ لکھ رہا ہے اور ہم مطمئن ہیں کہ کچھ بھی نہیں، بعض کہتے ہیں جی یہ ٹھیک ہے شیعوں کے خلاف ہے۔ شیعوں کے خلاف نہیں وہ تو سُنی مذہب کے اور اسلام کے خلاف ہے۔ میں نے جتنا غور سے ان کی کتابوں کو پڑھا ہے اصل ان کا حملہ سُنی مذہب پر ہے۔ اس لیے یہ رافضی ان کے خلاف کچھ نہیں لکھتے حالانکہ وہ بالکل ننگے حملہ کرتے ہیں۔

ہم تقریروں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل، امامِ حسن، امام حسین رضی اللہ عنہما کے فضائل بیان کرتے ہیں، ہمارا ایمان ہے اور جن کو ان کے پراپیگنڈے سے کچھ اثر ہوتا ہے ان کا وہ شبہ زائل ہو جاتا ہے۔ جب ایمان ہے تو لوگوں کو تو اس سے بچاؤ۔

○......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دنیاوی نتیجے پر نظر نہ تھی، اللہ تعالیٰ کے ساتھ، ایک ذاتی محبت کا تعلق ایسا تھا جیسے طبعی محبت پیدا ہوگئی ہے کہ خواہ اُن کو کچھ بھی نہ ملے۔ ''یریدون وجھہ'' وہ تو اس کی ذات چاہتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نیتوں کی گواہی رب نے اس طرح دی کہ یہ جہاد کرتے ہیں،

تبلیغ کرتے ہیں، آپس میں گویا اتحاد رکھتے ہیں، کاروبار کرتے ہیں، جو کچھ بھی کرتے ہیں، ان کی ساری زندگی کا بنیادی مقصد یہ ہے۔ یہ کہتے ہیں۔ یا اللہ! ہم تو تجھے چاہتے ہیں، یہ بہت بڑی چیز ہے۔ لیکن واسطہ کیا ہے؟ رسول پاک ﷺ کی ذات۔ اس کا یہ معنی نہ سمجھنا کہ حضور ﷺ کو چھوڑ کر۔ بھئی! اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ تعلق وابستگی جو ہے یہ حضور ﷺ پاک کے توسل سے ہوتی ہے۔ حضور ﷺ کے ساتھ تعلق نہ ہو تو ہزار مجاہدے ہوں، کچھ نہیں۔

○......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مہاجرین یا انصار کے لیے، اُن کی تخصیص اور تعین کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تمہارے لیے جنت تیار کر رکھی ہے، ہمیں تو مرنے کے بعد معلوم ہوگا کہ اللہ نے یہ نعمت عطا فرمائی ہے، لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے یہ نقد خوشخبری ہے، ادھار نہیں ہے، ابھی وہ دنیا ہی میں تھے، کتنے کتنے سال حضور ﷺ کے بعد بھی صحابہ زندہ رہے لیکن بیعت رضوان میں فرمایا'' لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ '' کہ فلاں درخت کے نیچے، آپ ﷺ کے ہاتھ پر جو بیعت کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ قسم کھا کر فرما رہے ہیں کہ اُن سے راضی ہو گیا۔ تعین ہوگئی ناں؟ یہ ضابطہ نہیں ہے۔ یہ خاص انعام یافتہ ہیں، جن کو انعام ملے، سب جانتے ہیں بھئی فلاں آجائے، بھئی! فلاں آجائے۔ جس طرح دستار بندی ہوتی ہے۔ یہ تو دنیاوی مثال ہے، اس طرح اللہ کی طرف سے رضا مندی کی دستار عطا ہوئی کہ جن کو اس درخت کے نیچے رحمۃ للعالمین ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کرنے کی توفیق ملی ہے۔ ان سب سے اللہ راضی ہو گیا۔ اُنہی میں سے یہ چار خلفاء ہیں ان کی خلافت سے بھی راضی ہو گیا۔

○......پھر'' وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ '' اب یہ بھی تخصیص ہے کہ جو مہاجرین ہیں یا انصار ہیں، اول درجے میں اللہ ان سے راضی ہوا، دوم درجے میں جو ان کی پیروی کریں گے اچھی طرح۔ ان میں مہاجرین انصار کے علاوہ بھی صحابہؓ آگئے اور قیامت تک امت کے لوگ آگئے، کہ اگر مہاجرین اور انصار صحابہ رضی اللہ عنہم کی اچھے طریقے سے، خوش اعتقادی سے، حُسنِ عقیدت سے پیروی کرو گے تو اُن سے بھی اللہ راضی ہو جائے گا، مگر یہ موت کے بعد معلوم ہو گا۔ لیکن ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے تو اللہ تعالیٰ نے زندگی میں ہی یہ سند عطا فرما دی۔ اللہ تعالیٰ سمجھ دیں، عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

چراغ ہدایت

ارشادات وکمالات

عنوان وترتیب	ماخوذ از مکتوبات
حضرت مولانا رشید الدین حمیدی صاحب مدظلہ	شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

جس قدر ممکن ہو حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ کا ورد رکھیے

جو حالت ملک میں بے اطمینانی اور اضطراب وغیرہ کی پیش آرہی ہے، سب ہی جگہ درپیش ہے۔ قضاء وقدر کی کارسازیوں میں کیا چارہ ہے۔ مَا اَصَابَ مِنْ مُصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي اَنْفُسِكُمْ۔ بجز صبر واستقلال التوجہ التضرع الی اللہ چارہ ہی کیا ہے۔ جس قدر ہو حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ کا ورد رکھیے اور لوگوں میں ثبات علی الدین اور صبر استقلال کی تلقین کرتے رہیے۔

اذا اشتدت بك البلوى ففكر في الم نشرح
فعسر بين يسرين اذا فكرته فافرح

(مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۴، ص ۳۵۶)

نہایت عاجزی اور حکمت عملی سے تبلیغ کریں

نوٹ: یہ مکتوب حسن میاں فقیہ داؤد بنونی ساؤتھ افریقہ کے نام ہے

محترم المقام، زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

نہایت نرمی اور حکمت عملی سے تبلیغ کریں۔ لوگوں کو راہ راست پر لائیں۔ دین اسی طرح پھیلا ہے اور ساتھ ساتھ اپنی اصلاح پر بھی توجہ کرتے رہیں۔ وہاں کے ماحول سے خود متاثر نہ ہوں۔ اپنے ماحول سے دوسروں کو متاثر کریں۔ حیات مستعار کو غنیمت سمجھیں۔ زندگی کا ہر لمحہ خدا کی یاد اور دین کی خدمت میں صرف کریں۔ موت اور مابعد الموت کے احوال پیش نظر رکھیں۔ جس قدر معلومات حاصل ہوں دوسروں کو بتائیں جن کو کلمہ نہ آتا ہو ان کو صحیح طور پر کلمہ اور اس کے معنی بتائیں۔

(مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۴، ص ۳۵۷)

والدین اگر غیر مسلم ہوں تو ان کی خدمت گزاری ضروری ہے

میں اس وقت سفر میں ہوں۔ لاہور اور سہارنپور کے درمیان گاڑی چل رہی ہے۔ ایسے ہی اوقات میں فرصت ملتی ہے۔ یکم ربیع الثانی کا والا نامہ سامنے ہے۔ والدین کی اطاعت اس چیز میں واجب ہے جو کہ از قسم معصیت نہ ہو۔ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ ، نیز والدین اگر غیر مسلم ہوں تو ان کی خدمت گزاری، اور حسن معاشرت ضروری ہے۔ ''وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا '' اگر بیٹے کی طبیعت کے خلاف زوجہ کو طلاق کا حکم کردیں تو بیٹے کو زوجہ کو طلاق دیدینا ضروری ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امتثال امر کا حکم دیا۔

بہرحال مکرہ اور منشط میں والدین کو راضی رکھنا اور خدمت کرنا ضروری ہے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۴، ص ۳۵۸)

مہمان خانہ میں پنجوقتہ جماعت

اگرچہ میرا مرض بھی زائل نہیں ہوا ہے مگر تخفیف ضرور ہے۔ روزانہ نقل و حرکت پر سانس چڑھ جاتی ہے۔ آپ حضرات کی دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا سخت محتاج ہوں۔ مسجد میں نماز باجماعت کے لیے جانا شروع کیا تھا۔ معالجین نے سانس چڑھا دیکھا تو منع کردیا اور بہ تاکید کہا، کہ مہمان خانہ ہی میں پنجوقتہ جماعت کر لیا کریں۔ چنانچہ اسی پر عمل ہے۔ علاج اور پرہیز جاری ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۴، ص ۳۶۰)

ملاقات کا ہرگز قصد نہ کریں

نوٹ یہ مکتوب گرامی مولانا قاضی زاہد الحسینی، اٹک پاکستان کو ۲۲ جولائی ۱۹۴۲ء کو مراد آباد جیل سے لکھا گیا۔

میں بخیر و عافیت اور نہایت خوش و خرم ہوں۔ کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہے۔ مقدمہ چل رہا ہے۔ ابتدائی مراحل طے ہو چکے ہیں۔ اب ۲۳ جولائی کو بحث اور ۲۵ کو فیصلہ ہوگا۔

میرے محترم! لوازم عبودیت میں سے ہے کہ بندہ آقا کے حکم اور اس کی مرضی کا نہ صرف تابع

بلکہ اس پر خوش بھی رہے۔ اور منازل عشق میں تو اس کی رضوان اور خوشنودی نصب العین اور مقصود بالذات ہونی چاہیے۔ پھر اس قلق اور اضطراب کے کیا معنی؟ عالم اسباب میں فرمادیا گیا۔ اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل ثم الامثل۔ آپ پر لازم ہے کہ اگر مجھ پر کوئی آثار قلق و اضطراب کے ظاہر ہوتے ہیں تو مجھ کو نہ صرف صبر بلکہ شکر کی تلقین کرتے من یرد اللہ بہ خیرا یصیب منہ یاد دلاتے مگر آپ خود الٹے مضطرب نظر آتے ہیں۔ ملاقات کا ہرگز قصد نہ فرمائیں۔ ہفتہ میں ملاقات ہوتی ہے مگر صرف تین آدمیوں سے بیس منٹ کا وقت مقرر ہے اور ہر ملاقات پر بہت سے آدمی آجاتے ہیں۔ اس لیے بہت سے احباب کو بغیر ملاقات کے واپس ہونا پڑتا ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۴، ص ۳۶۱)

شیخ الاسلامؒ کا ایفائے عہد

آپ کے ارشاد کے بموجب انشاء اللہ جب بھی اعظم گڑھ آنا ہوگا۔ آپ کے یہاں بھی حاضری دیا کروں گا۔ چاہے چند منٹ یا چند گھنٹے ہی کے لیے کیوں نہ ہو۔ میں عدم الفرصت بہت ہوں۔

نوٹ: حضرت رحمۃ اللہ علیہ تا وصال وعدہ کا ایفاء فرماتے رہے بعض مرتبہ تو اچانک رات کے چار بجے تشریف لے آئے اور چائے سے فارغ ہو کر واپس ہو گئے۔ جس سے اپنی نادانی پر بڑا افسوس ہوا کہ ناحق اصرار کیا۔ اصلاحی۔ (مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۴، ص ۳۷۰)

تدریس اور جلسے دونوں کا جمع کرنا دشوار ہے

تعجب ہے کہ آپ معاف نہیں فرماتے۔ تدریس اور جلسے دونوں کا جمع کرنا دشوار ہو رہا ہے۔ مگر چونکہ آپ کا نادر شاہی حکم ہے۔ انشاء اللہ ۹ مارچ کو حاضر ہوں گا۔ غازی پور میں ۶، ۷، ۸، مارچ کو مدرسہ دینیہ کا جلسہ ہے۔ اس میں شرکت کا وعدہ کر چکا ہوں۔ وہاں سے فارغ ہو کر حاضری کا شرف حاصل کروں گا۔ (مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۴، ص ۳۷۰)

"ایں ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر"

اگرچہ دوسری جگہ کے پروگرام میں تغیر کرنا پڑتا ہے مگر انشاء اللہ امتثال حکم کیا جائے گا۔ بہتر ہے

آپ دس گیارہ مارچ ہی رکھ لیں۔

مولانا محمد طیب (سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند) بھی اس پر راضی ہو گئے ہیں۔ ان کا والا نامہ پہنچا ہوگا۔ میرے لیے سفر خرچ مت بھیجئے گا بوقت حاضری حساب کر لیا جائے گا۔

(مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۴، ص ۳۷۱)

میں سفر خرچ دینا بھول گیا تھا

نوٹ :۔ حضرت والا کا ٹانڈہ (ضلع فیض آباد) سے بلانے کا تار پہنچا۔ حاضر ہوا پھر چلا آیا۔ نہ سفر طویل نہ اتنے کے لیے کوئی مجبوری آمدرفت میں بفراغت پانچ روپے خرچ ہوتے ہیں مگر اس ناچیز پر غیر معمولی شفقت کا تھوڑا سا اندازہ اس مکتوب گرامی سے ہو جاتا ہے۔ نہ جانے حضرت نے ہم جیسوں کے ساتھ کیا کچھ نہ کیا۔ جو تصور سے باہر ہے۔ یہ ناچیز تو انہیں کا آزاد کردہ غلام ہے۔ اصلاحی۔

اب مکتوب گرامی ملاحظہ فرمائیے:

آپ میرے تار پر ٹانڈہ تشریف لائے۔ میں سفر خرچ دینا بھول گیا تھا۔ اس لیے یہ بیس روپے ارسال ہیں۔ قبول فرما کر ممنون فرمائیے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۴، ص ۳۸۲)

سلام تم پر

مجیب بستوی سرپاداس سنت کبیر نگر

چمن کی فصل بہار تم ہو درود تم پر سلام تم پر ☆ حبیب پروردگار تم ہو درود تم پر سلام تم پر

سکونِ قلب ونظر میسر ہوا تمہارے ہی تذکرے سے ☆ دھڑکتے دل کی پکار تم ہو درود تم پر سلام تم پر

تمہارے در پر جو آ گیا ہے نہیں گیا ہے کبھی وہ خالی ☆ غنی بہر اعتبار تم ہو درود تم پر سلام تم پر

ہمارے سرور بہ روزِ محشر نہ ہم ہوں رسوا بہ پیشِ داور ☆ شفیع ہر گنہگار تم ہو درود تم پر سلام تم پر

ہماری تاریک زندگی کو تری نظر سے ضیاء ملی ہے ☆ ضیائے لیل و نہار تم ہو درود تم پر سلام تم پر

خدا کا پیغام لانے والے خودی کا نغمہ سنانے والے ☆ بجھے دلوں کا قرار تم ہو درود تم پر سلام تم پر

مری طرف بھی نگاہِ رحمت ہو تیری اے صاحب رسالت
مجیبؔ کے غمگسار تم ہو، درود تم پر سلام تم پر

قسط:68

ابطالِ باطل

ماہ نامہ "افکار العارف لاہور" کے جواب میں

تلبیسات کے اندھیروں میں حقیقت کے چراغ

مولانا حافظ عبدالجبار سلفی

قصہٴ اعطاءِ انگشتری اور علماءِ اہل سنت کا نظریہ

قارئین کرام! گذشتہ سے پیوستہ ماہ کے شمارہ میں ہم نے امامی ترجمان کی اُس بحث کا مکمل جواب پیش کیا تھا جو آیت ولایت یعنی اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ الخ۔ کے ضمن میں تھی اور ہم نے امام اہل سنت علامہ مولانا عبدالشکور فاروقی رحمہ اللہ لکھنوی...... آہ!

زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لیے

کے دس علمی لطائف اگلے شمارہ میں پیش کرنے کے وعدہ پر قسط کو مکمل کیا تھا مگر بعض مخصوص ملکی حالات کے پیش نظر گذشتہ ماہ کے شمارہ میں اگرچہ تسلسلِ بحث تو یہی تھا مگر اصحاب احد و بدرؓ کے حوالہ سے بھی ہمیں کچھ نگارشات قلمبند کرنا پڑیں، جس کی وجہ سے امام اہل سنت رحمہ اللہ کے وہ علمی لطائف داخلِ مقالہ نہ ہو سکے تھے، اس لیے اب وہ پیش خدمت ہیں، ہمارے مخاطب موصوف نے اپنے اناپ شناپ مضمون میں "دعویٰ کچھ اور دلیل کچھ" کے تحت لکھا تھا کہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بحالتِ نماز ایک سائل کو انگشتری عطا فرما دی تھی تو اللہ رب العزت نے سیدنا حضرت علیؓ کی شان میں آیت قرآنی نازل فرمائی جو پارہ نمبر ۶ آیت نمبر ۵۵ کی صورت میں موجود ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ تمہارا رفیق اللہ تعالیٰ اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ اہل ایمان ہیں جو نماز پر قائم ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور عاجزی کرنے والے ہیں، یہاں امامی علماء فرماتے ہیں کہ یہ آیت نہ صرف یہ کہ ایک خاص واقعہ کی شان میں نازل ہو کر سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت کر رہی ہے، بلکہ خلافت بھی ظاہر کر رہی ہے اور محض خلافت ہی نہیں بلکہ "خلافتِ بلافصل" کا اثبات ہو رہا ہے اور اپنے اکابرین کی اتباع میں ... ی

ترجمان نے بھی یہی لکھا ہے کہ "انما ولیکم اللہ و رسولہ الخ جو حضرت امیر المومنین کی خلافت بلا فصل کی دلیل ہے۔" (ماہ نامہ افکار العارف صفحہ نمبر ۴۹ نومبر ۲۰۱۴ء)

اگرچہ ہم عقل و شعور کے ان ازلی دشمنوں سے پوچھنے کا پورا حق رکھتے ہیں کہ "خلافت" کو تو آپ سرے سے نہیں مانتے بلکہ آپ نے خلافت کے بالمقابل "امامت" کا نظریہ ایجاد کر رکھا ہے تو پھر کیسا اعجوبہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں تو سلسلہ امامت کے امامِ اوّل، مگر قرآن مجید سے ان کی خلافت، اور وہ بھی "بلا فصل" ثابت ہو رہی ہے تو یہ کہنا ہی امامی علماء کے مرگھٹ کا پتہ دے رہا ہے۔

مگر ہم نے طول بحثی سے حسب سابق بھی اجتناب کرتے ہوئے اس پر عقلی و نقلی جوابات نذر قارئین کیے کہ بالفرض عطاءِ انگشتری والا واقعہ معتبر کتب اہل سنت میں موجود ہو اور یہ آیت اسی واقعہ پر نازل ہوئی تو اس سے زیادہ سے زیادہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور اگر فضیلت ثابت ہوتی ہے تو اہل سنت ہی کا سرِ افتخار مزید بلند ہوتا ہے، کیونکہ علی رضی اللہ عنہ کی شان بڑھتی ہے تو سُنّیوں کا ایمان کا بڑھتا ہے۔ مگر اس سے خلافت اور "خلافت بلا فصل" ثابت کرنا ایک ایسا لطیفہ ہے کہ جسے پڑھ کر اغیار امامی علماء پر ہنستے ہیں، بلکہ آوازے کستے ہیں مگر یہ ہیں کہ اپنی عزت و بے عزتی سے بے پرواہ ہو کر ایک ہی لکیر پیٹتے چلے جا رہے ہیں کہ نہیں اس آیت سے سیدنا حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل کا اثبات ہو رہا ہے۔ ہم یہاں یہ سوال بھی نہیں کریں گے کہ جمع قرآن مجید کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس اہم آیت کو رہنے کیسے دیا جو اس قدر شفافیت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق خلافت ثابت کر رہی ہے؟ کیونکہ بقول امامی علماء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن مجید کے اندر اپنے مطلب کی من مانیاں کیں، اور اہل بیتؓ کی حق تلفی کرنے کے لیے العیاذ باللہ تحریف کے مرتکب ہوئے، اس لیے ہم طول طویل سوالات و اعتراضات یا اتمامِ حجت کے جملہ پہلو سطر بہ سطر درج کر کے امامی علماء کے سروں پر ایسا بوجھ نہیں لادنا چاہتے کہ جس سے وہ ناقابل برداشت تکلیف سے دوچار ہوں کہ غیروں سے ہمدردی بھی تعلیماتِ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ ہے، اس لیے جس قدر ہم جواب لکھ چکے ہیں اسی پر ہی وہ منصفانہ تبصرہ کر دیں تو ہم بسر و چشم قبول کریں گے، بشرطیکہ طرفین کے دلائل اور متقدمین کی عبارات نیز عقلِ سلیم اس کے کسی نہ کسی درجہ میں مؤید ہوں، تاہم اس سلسلہ میں اپنے اسلاف کی وہ عبارات ضرور پیش کریں گے جو ہمارے موقف کو مضبوط کرنے میں ہمیشہ ہی سے ممد و معاون رہی

ہیں چنانچہ امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

① ''آیت ولایت کی صحیح تفسیر تو اوپر بیان ہو چکی ہے جس سے صاف ظاہر ہو چکا کہ اس آیت کو خلافت سے کوئی تعلق نہیں، مگر مخالفین حضرات فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل پر بڑی روشن دلیل ہے اور اس آیت کا ترجمہ یوں بیان کرتے ہیں کہ اے مسلمانو! سوا اس کے نہیں کہ حاکم تمہارا اللہ ہے اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور وہ ایمان والے جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالتِ رکوع میں زکوٰۃ یعنی صدقہ دیتے ہیں، اس ترجمہ پر بھی کچھ کام نہ چلا تو اس کے ساتھ یہ روایت ملالی گئی (وہی عطاء انگشتری والی روایت جس کا ذکر گذر چکا ہے، سلفی) اس آیت کے ملانے سے آیت کا یہ مطلب ہوا کہ اے مسلمانو! تمہارا حاکم صرف اللہ ہے اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ ایمان والے یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ، جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں انگوٹھی دیتے ہیں۔ اب سنئے کہ اس استدلال میں کتنی لطیف باتیں ہیں۔

پہلا لطیفہ: کہ ''ولی'' بمعنی حاکم لغت عرب میں کبھی مستعمل نہیں ہوتا ''والی'' بمعنی حاکم البتہ آتا ہے آج تک کبھی کسی نے ''ولی مکہ'' بمعنی حاکم مکہ کبھی نہیں سنا ہوگا۔ ہاں والی بمعنی حاکم مکہ مستعمل ہوتا ہے اچھا اب مخالفین صحابہ خود انصاف کریں جو اپنی اذان میں اشھدان علیا ولی اللہ پکارتے ہیں۔ کیا وہاں بھی ولی بمعنی حاکم ہے؟ یعنی حضرت علی اللہ کے حاکم ہیں؟ یقیناً وہاں ولی بمعنی حاکم لینے پر مخالفین صحابہؓ میں سے کوئی راضی نہ ہوگا۔ پھر اس آیت نے کیا قصور کیا؟ کہ یہاں ولی بمعنی حاکم لیا جائے قرآن شریف میں بیسیوں جگہ یہ لفظ مستعمل ہے اور ہر جگہ بمعنی دوست ومحبوب ہے۔ قولہٖ تعالیٰ المومنون والمومنات بعضھم اولیآء بعض وغیرہ وغیرہ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ ''منہاج السنۃ'' میں لکھتے ہیں کہ یہاں دو لفظ ہیں ایک ولایت بفتح واؤ، اس کے معنی حکومت کے ہیں، دوسری ولایت بکسر واوٗ اس کے معنی دوستی ومحبت، نزدیکی کے ہیں، ولایت بفتح واوٗ سے صفت مشبہ ''والی'' آتی ہے۔ اس کے معنی حاکم کے ہوتے ہیں اور ولایت بکسرِ واوٗ سے صفت مشبہ ''ولی'' آتا ہے جس کے معنی دوست کے ہوا کرتے ہیں۔

② دوسرا لطیفہ: اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃ وغیرہ جمع کے الفاظ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ مراد لینا یقیناً مجاز ہوگا اور مجازی بغیر ضرورت اور بغیر قرینہ صادقہ کے مراد لینا قطعاً ناجائز

ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہاں اس مجاز کے لیے نہ کوئی ضرورت ہے اور نہ کوئی قرینہ!

③ تیسرا لطیفہ: وَهُمْ رٰكِعُوْنَ کو مخالفین نے صرف يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ کی ضمیر سے حال قرار دیا حالانکہ دو جملہ متناسقہ کے بعد اگر حال آتا ہے تو دونوں جملوں کی ضمیر سے حال بنتا ہے نہ کہ صرف ایک سے، لہٰذا یہاں بھی دونوں جملوں یعنی يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ اور يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ سے حال بنانا چاہیے جس کا مطلب یہ ہوگا کہ حالتِ رکوع میں نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں لیکن حالتِ رکوع میں نماز پڑھنا ایک ایسا مہمل کلام ہے کہ مخالفین بھی اس کی جرأت نہ کرسکے۔

④ چوتھا لطیفہ: رکوع سے یہاں نماز کا رکوع مراد لیا گیا ہے۔ حالانکہ یہاں رکوع سے مراد لغوی معنی ہیں، یعنی جھکنا اور عاجزی کرنا۔

⑤ پانچواں لطیفہ: زکوٰۃ اصطلاحِ شریعت میں خاص اس صدقۂ مفروضہ کو کہتے ہیں جو صاحب نصاب پر سال تمام ہونے کے بعد فرض ہوتا ہے مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ صاحبِ نصاب نہ تھے لہٰذا زکوٰۃ ان پر فرض نہ تھی۔ لامحالہ زکوٰۃ سے صدقہ نافلہ مراد لیا جائے گا اور یہ مجاز ہوگا اور معنی مجازی بغیر قرینہ وتعذرِ حقیقت مراد نہیں ہوسکتے۔

⑥ چھٹا لطیفہ: یہ کہ جب قرآن میں اس فعل، یعنی نماز میں صدقہ دینے کی تعریف کی گئی تو کم از کم اس فعل کو مستحب ضرور ہونا چاہیے حالانکہ آج تک فریقین میں کوئی اس بات کا قائل نہیں کہ حالت رکوع میں، حالتِ نماز میں صدقہ دینا بہ نسبتِ خارج نماز کے کوئی فضیلت کی بات ہے بلکہ نماز کے اندر صدقہ دینا اگر فعلِ کثیر کے ساتھ ہو تو مفسد نماز ہے۔

⑦ ساتواں لطیفہ: یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز کی اس میں بڑی توہین ہے کہ نماز میں توجہ کلیۃً خدا کی طرف ہونی چاہیے نہ کہ سائل کی طرف (1)! خاصانِ خدا کی نماز تو ایسی ہوتی ہے کہ بسا اوقات

---

(1) پہلے شمارہ کے مضمون میں واقعہ درج کیا گیا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے ہوئے جب رکوع میں گئے تو کسی سائل نے اپنی ضرورت کا اظہار کیا، آپؓ نے بحالتِ رکوع اپنی انگشتری اتار کر سائل کو دے دی۔ اس پر علماء اہل سنت اور شیعہ محدث اول علامہ محمد بن یعقوب کلینی کے حوالہ جات پیش کیے گئے تھے کہ اس واقعہ کی اصلیت وحقیقت کیا ہے؟ بہر کیف امامی لوگوں نے اس واقعہ پر آیتِ ولایت کا شانِ نزول مان کر حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل کا استدلال کیا ہے۔ س

اُن کو اس عالم کی چیزوں کا احساس بھی نہیں ہوتا جیسا کہ خود حضرت علی ؓ کے متعلق روایت ہے کہ جنگ اُحد میں بحالتِ نماز اُن کے پیر میں تیر لگ گیا مگر ان کو خبر نہ ہوئی۔ بعد نماز جب لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ کے تیر لگا ہے تو اس وقت ان کو پتہ چلا۔

⑧ آٹھواں لطیفہ: یہ کہ اس مضمون کو صحیح مان لینے سے آیت سیاق و سباق سے بے ربط ہو جاتی ہے اوپر میں یہود و نصاریٰ سے محبت کرنے کی ممانعت ہو رہی ہے۔ اس ضمن میں فتنۂ ارتداد اور اس کے علاج کا بیان ہے بعد میں بھی یہی مضمون ہے، درمیان میں حضرت علی ؓ کی خلافت اور حالتِ نماز میں سائل کو صدقہ دینے کا ذکر نہ ماقبل سے کچھ مناسبت رکھتا ہے نہ مابعد سے۔

⑨ نواں لطیفہ: یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک یہ قصہ اعطائی انگشتری بالکل جعلی و وضعی ہے جن تفسیروں میں روایات کے لکھنے کا التزام کیا گیا ہے ان میں اس روایت کا نام و نشان نہیں۔ مثلاً تفسیر جلالین، کہ اس کے دیباچہ میں تشریح ہے کہ اقوال ناپسندیدہ اس میں درج نہیں کیے گئے اور صحیح روایات لائی گئی ہیں اس تفسیر جلالین میں نہ یہ قصہ ہے اور نہ حضرت علی ؓ کے حق میں اس کا نازل ہونا (درج ہے) بلکہ لکھا ہے کہ ونزل کما قال ابن سلام یارسول الله ان قومنا هجرونا، اس کے علاوہ بڑے بڑے آئمہ فن نے اس روایت پر جرح کی ہے، اس کا جعلی ہونا بیان کیا۔ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ "منہاج السنۃ" میں لکھتے ہیں کہ قد وضع بعض الكذابين حديثا مفترى ان هذا الاية منزل فى على لما تصدق بخاتم فى الصلوٰة۔ الخ۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ "الکاف الشاف فی تخریج احادیث الکشاف" میں لکھتے ہیں "رواہ الثعلبی من حدیث ابی ذر مسطوراً واسنادہ ساقط۔" حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں "وليس يصح شئى منها لضعف اسانيدها وجهالة رجالها"۔ حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ "ازالۃ الخفا" میں لکھتے ہیں "وقصۂ موضوعہ اعطاء انگشتری روایت کنند" اب رہا یہ کہ قصہ اعطائی انگشتری نقل در نقل کے طور پر بہت سی کتابوں میں پایا جاتا ہے اس سے اس کا معتبر ہونا ثابت نہیں ہوسکتا، شیعوں کے محدثین نے بھی اس کی تصریح کی ہے کہ کسی روایت کا کتب کثیرہ میں درج ہو جانا اُس کی صحت کی دلیل نہیں ہے، دیکھیے دیباچہ الاستبصار۔

⑩ دسواں لطیفہ: یہ ہے کہ یہ قصہ خوانی کرنے اور زمین و آسمان کے قلابے ملانے کے بعد

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل تو ثابت ہوئی یا نہیں ہوئی مگر دوسرے آئمہ کی امامت باطل ہوگئی، کیونکہ آیت میں اِنَّمَا کلمہ حصر موجود ہے، مسلمانوں کی حکومت صرف اس شخص میں منحصر کردی گئی ہے جس نے حالت رکوع میں سائل کو صدقہ دیا اور یہ صفت سوا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کسی میں پائی نہیں گئی، بالفعل ان دس لطائف پر اکتفا کی جاتی ہے اگرچہ ابھی بہت باتیں باقی ہیں۔ مخالفین نے بڑا زور قصہ انگشتری پر دیا ہے، اور اس میں عجیب وغریب افتراء پردازیوں سے کام لیا ہے۔ مولوی سید محمد صاحب مجتہد نے حیاء وشرم کو بالائے طاق کر کے ''بوارق'' میں یہاں تک لکھ دیا کہ اعطاء انگشتری کا قصہ مشکوۃ میں موجود ہے۔ خدا کے لیے کوئی حمایتی مجتہد صاحب کا مشکوۃ سے اس قصہ کو دکھلائے؟ مخالفین صحابہؓ کے امام اعظم شیخ (ابن مطہر) حلی نے منہاج الکرامہ میں اور بھی کمال کیا، لکھ دیا کہ اہل سنت کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی نعوذ باللہ من هذالخرافات ، یہ حالت تھی اس آیت کے استدلال کی، جس کو مخالفین صحابہ رضی اللہ عنہم بڑی زبردست دلیل خلافتِ بلافصل کی کہتے ہیں۔ (تفسیر آیت ولایت، مشمولہ مجموعہ ''تفسیر آیات قرآنی، صفحہ نمبر ۳۳۰، مطبوعہ وطن پرنٹنگ پریس لاہور، ۱۹۸۶ء)

''شب قدر'' سے مُراد ہماری دادی ہے، امامی علماء کی ایک ڈُرنگت!

شیعہ وسنی نزاعی مسائل اور تقابلی مطالعہ کے مبتدی طالب علم ممکن ہے حیران ہوں کہ زیر بحث آیت ''اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ'' کی تفسیر میں اس قدر دوراز کار تاویلات اور عقل ونقل سے ماوراء فلسفے واقعی امامی علماء کے ''علم ودانش'' کے شاخسانے ہیں؟ تو ان کی معلومات کے لیے عرض ہے کہ ان کی تمام کتب بالخصوص کتب تفاسیر میں یہ عجیب وغریب داستانیں مختلف رنگوں میں موجود ہیں کہ پڑھ کر ان کے رگ وریشے میں بھرے ''ضار'' جذبات ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔ آگے چلتے چلتے ایک حوالہ پڑھیے چنانچہ اہل تشیع کے ایک مایہ ناز خطیب اور بقول امامی علماء ''عالم بالعلم والمعلومات '' مولانا علامہ صادق حسن صاحب نے یہ ''معلومات'' فراہم کر کے چرخ عالم کو اِدھر سے اُدھر کر دیا ہے کہ قرآن مجید میں موجود ''لیلۃ القدر'' سے مراد ہمارے آئمہ کی دادی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا ہیں، آپ فرماتے ہیں:

''ایک موقع پر امام (جعفر صادق) علیہ السلام نے بات کو واضح کرتے ہوئے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ

جس ''شب قدر'' کا قرآن تذکرہ کر رہا ہے، اصل میں وہ شب قدر ہماری دادی حضرت سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہی کی ذات ہے۔'' (نبی کی بیٹی، صفحہ نمبر ۹، مطبوعہ ادارہ منہاج الصالحین، لاہور، مارچ ۲۰۱۳ء)

ارباب بصیرت! ذرا مکمل سورۃ القدر کا ترجمہ وتفسیر پڑھیں اور پھر امامی مذہب کے اس ''علامۃ المعلومات'' کا مذکورہ ارشاد ملاحظہ فرمائیں تو بے اختیار آپ کی ہنسی نکل جائے گی، کلام لاریب، اور حضرات اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ جب ان کا یہ معاملہ ہے تو کتب تواریخ اور روایات و درایات کے ساتھ انہوں نے جو سلوک روا رکھا ہوگا، وہ محتاج بیان نہیں ہے اور اسی کتب بے فکر کے بزرجمہر یا بوالحفش اگر آیت انما ولیکم اللہ الخ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل نکال لائیں تو ماہ نامہ العارف لاہور کے صفحات کے لیے اس وزنی جھوٹ کا اٹھانا کوئی مشکل امر نہیں ہے کیونکہ یہ طومار ان کے ہاں نسل در نسل منتقل ہوتا چلا آ رہا ہے۔ مولوی محمد حسین صاحب مراد آبادی المعروف استاد تمنا نے کیا خوب کہا تھا:

گو سو طرح کے رنج و بلا میں پھنسا رہے
دل کا یہی مزہ ہے، کہیں مبتلا رہے

حضرت قبلہ علامۃ زماں شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی زرّیں تحقیق

دیگر مباحث کی طرح زیر بحث موضوع پر بھی حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنی بے مثال اور لاجواب کتاب ''تحفہ اثنا عشریہ'' کے باب ''امامت بلافصل'' میں اپنی فطری، علمی اور پاکیزہ طبیعت کے جوبن میں اتنا کچھ اور ایسا کچھ لکھ دیا ہے کہ لفظ لفظ سے خوشبو آتی ہے، اللہ کریم حضرت شاہ ولی اللہؒ کے اُس نابغۂ روزگار قابل فخر فرزند اور دُودمانِ ولی اللّٰہی کے ماہتاب علم و آفتابِ عمل پر اپنی کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے کہ جنہوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے صرف اپنے خاندان ہی کا نام ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں پھیلے ہوئے کروڑوں اہل سنت والجماعت کی فکر کو قیامت تک کے لیے روشن کر دیا۔

لازم ہے زمانے پہ کرے قدر ہماری
ہم لوگ قمر لوٹ کے آیا نہیں کرتے

آپ رحمۃ اللہ علیہ قصہ اعطاء انگشتری اور آیت ولایت پر مفصل بحث فرماتے ہوئے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف میں فرماتے ہیں:

''بلکہ علمائے تفسیر را سبب نزول ایں آیت اختلاف است۔ ابوبکر نقاش کہ صاحب تفسیر مشہور است۔ حضرت امام ابوجعفر محمد الباقر علیہ السلام روایت نمودہ کہ ''نزلت فی المہاجرین والانصار'' گویندہ گفت کہ ما شنیدیم ''نزلت فی علی ابن ابی طالب؟'' امام فرمود ''ھو منھم'' یعنی آنجناب نیز در مہاجرین وانصار داخل است، وایں روایت بسیار موافق است لفظ الذین را وصیغہ جمع را کہ در یقیمون ویؤتون وھم راکعون آمدہ است وجمعی از مفسرین از عکرمہ روایت کردہ اند کہ نزلت فی شان ابی بکرؓ ومؤید این قول ماسبق آیت است کہ در قتال مرتدین واقع است وایں قول کہ ''وانزلت فی علی ابن ابی طالب'' روایت قصہ سائل وتصدیق بانگشتری در حالت رکوع فقط ثعلبی، دراں منفرد است، ومحدثین اہل سنت قاطبۃ ثعلبی را در روایات او را بجوئے نمی شمانند واورا حاطب لیل خطاب دادہ اند کہ در رطب ویابس تفرقہ نمیکند، وبیشتر روایات او در تفسیر کلبی است (عن ابی صالح دہے اوہے یا پیروی من التفسیر عندھم) وآں رکیک تر ایں مردماں است از قسم تفسیر نزد ایشاں، وقاضی شمس الدین بن خلکان در حال کلبی گفتہ است کہ ''کان الکلبی من اصحاب عبداللہ بن سبا الذین کان یقول ان علی بن ابی طالب لم یمت وانہ یرجع الی الدنیا'' ترجمہ کہ می گفت علی بن ابی طالب نہ مُردہ است و او باز آیندہ است بسوئے دنیا و بعضے از روایات ثعلبی دانند و رافضی خالی بودہ است وصاحب ''لباب التفسیر'' آوردہ کہ شان عبادہ بن الصامتؓ نازل شدہ وقتیکہ از خلفائے خود کہ یہودیان بودند تبرا نمود برخلاف عبداللہ بن ابی کہ او تبرا نکرد واز حمایت وخیرخواہی آنہا است۔ الخ (تحفہ اثنا عشریہ (فارسی صفحہ نمبر ۱۹۹، مطبوعہ مطبع نول کشور، فروری ۱۸۵۶ء)

ترجمہ: ''علماء مفسرین اس آیت (انما ولیکم اللہ ورسولہ) کے سبب وشان نزول میں مختلف آراء رکھتے ہیں ابوبکر نقاش جوان کے نزدیک مشہور تفسیر کا مفسر ہے جناب امام محمد باقر علیہ السلام (جو امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے والد ہیں) سے یوں روایت کرتا ہے کہ یہ آیت مہاجرین وانصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق نازل ہوئی، لوگوں نے کہا ہم نے تو سُنا ہے کہ فقط حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں اتری ہے؟ تو امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا وہ بھی تو انہی میں شامل ہیں اور یہ روایت

الَّذِیۡنَ اور جمع کے صیغوں یعنی یُقِیۡمُوۡنَ یُؤۡتُوۡنَ اور وَهُمۡ رٰكِعُوۡنَ کے بہت مناسب اور موزوں ہے اور مفسرین کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ یہ روایت حضرت عکرمہ مترشح ہوتا ہے کہ مذکورہ آیت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی اور یہ بات گذشتہ اسی قول کی بھرپور مؤید ہے جو قتال مرتدین سے متعلقہ ہے۔ اب یہ کہنا کہ مذکورہ آیت سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں اتری اور سبب نزول بحالت رکوع ایک سائل کو انگشتری دینا ہے تو یہ روایت کرنے میں ثعلبی تن تنہا ہے اور تمام محدثین اس کو ماشہ بھر بھی وقعت نہیں دیتے بلکہ اُسے ''حاطب اللیل'' کہتے ہیں۔ کیونکہ اُسے خشک اتر میں کوئی تمیز نہیں ہوتی۔ غلط سلط ہر بات روایت کر دیتا ہے اور یہ تفسیری اسی قسم کے روایات عموماً کلبی سے لیتا ہے، ابن صالح کہتے ہیں کہ تفسیری روایات میں اس کی باتیں رکاکت پر مشتمل ہوتی ہیں۔ قاضی شمس الدین بن خلکان نے کلبی کے احوال میں لکھا ہے کہ یہ عبداللہ بن سبا یہودی کے اُن رفقاء میں سے ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے قائل ہی نہیں اور کہتے ہیں کہ وہ دنیا میں لوٹ آئیں گے اور ''لباب التفسیر'' کا مصنف کہتا ہے کہ یہ آیت حضرت عبادہ بن صامتؓ کے حق میں تب نازل ہوئی تھی جب انہوں نے خلفائے یہود سے اظہار بیزاری کیا تھا، جب کہ معروف منافق عبداللہ بن اُبی یہودیوں سے اظہار خفگی کرنے کی بجائے ان کے ساتھ روابط و حمایت میں ڈٹا رہا۔''

قارئین کرام! یہ ہے امامی علماء کے دلائل کی حقیقت جو وہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت اوّل اور خلافت بلافصل پر قائم کرتے ہیں اور علماء اہل سنت اپنے عقلی ونقلی وزنی استدلالات سے ان کا قلع قمع کرتے چلے آرہے ہیں اور یہ ہیں کہ انہی دیمک زدہ کاغذوں سے لفظ، حرف ملا کر اپنے تئیں تحقیق کے چراغ جلا رہے ہیں جب کہ ان کا یہ عمل اپنے ہاتھوں زخموں پر آئے کھرنڈ چھیلنے کے مترادف ہے۔

امام اہل سنتؒ علامہ لکھنویؒ کے بعد امامی ترجمان حضرت قبلہ علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے حوالہ سے بھی محض اپنا بُغض نکالا ہے۔ اگرچہ اس اعتراض کی کوئی علمی وقعت نہیں مگر چونکہ حضرت شاہ صاحبؒ کا تذکرہ آہی گیا تو ان پر وارد کیے جانے والے اعتراض کا جواب بھی ملاحظہ فرمالیجیے۔ (جاری ہے)

[کنزِ مدفون]

ترتیب واملاء وحواشی: مولانا حافظ عبدالجبار سلفی

مکاتیبِ قائد اہل سنت

بنام

مولانا محمد یعقوب الحسینیؒ (ہرنولی، میانوالی)

(مسلسل)

نوٹ: حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے مکاتیب کا سلسلہ جاری ہے۔ بعض خطوط معاصرین کے اور بعض مسترشدین کے نام ہیں، مریدین کے نام اصلاحی مکاتیب چونکہ تربیت کے حوالہ سے ہوتے ہیں۔ اور تربیتی دور میں سالکین کو اپنے شیخ سے زجر وتوبیخ بھی ہوتی ہے۔ اس لیے جو خطوط سالکین ومریدین کے نام ہیں، ان کو شائع کرتے وقت مکتوب الیہ کا نام نہیں لکھا جائے گا اور حسب ضرورت بعض جگہ الفاظ کو حذف بھی کیا جائے گا البتہ جو حضرات اپنے نام سے ہی شائع کروانے پر راضی ہوں، تو ان کی رضا معتبر ہوگی اور ان کے نام سے ہی وہ خط شامل اشاعت ہوگا۔ قارئین سے التماس ہے کہ جس کے نام حضرت قائد اہل سنت کا کوئی خط موجود ہو تو وہ اصل یا صاف ستھری فوٹو کاپی ارسال فرما کر اس کارِ خیر کا حصہ بنیں۔ (ادارہ)

(۲۳۸) برادر مولوی محمد یعقوب سلمہٗ ...... اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

طالب خیر بخیر ہے آپ کا عنایت نامہ کل گذشتہ ۱۷، ذوالحج بروز بدھ موصول ہوا ہے۔ الحمد للہ مناسک حج کی توفیق مل گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اور تمام اہل سنت والجماعت کو حج اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کی زیارت نصیب فرمائے آمین ثم آمین، بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہم حج سے پہلے مدینہ منورہ حاضر ہوگئے تھے اور ۶ ذوالحج بروز ہفتہ واپس مکہ معظمہ چلے آئے۔ ان شاء اللہ بعد میں پھر مدینہ طیبہ حاضر ہونے کا ارادہ ہے اور وہیں سے پھر جدہ کے لیے روانگی ہوگی۔ ہمارا ہوائی جہاز ۲۲ نومبر دن کو روانہ ہو کر کراچی پہنچے گا اور وہاں سے ۲۳ نومبر بروز جمعۃ المبارک بذریعہ جہاز راولپنڈی پہنچیں گے۔ اور امید ہے کہ جمعۃ المبارک تک چکوال پہنچوں گا۔ مجوزہ سفر تو یہی ہے باقی اختیارات تو قادر عزوجل کے پاس ہیں۔ آپ کا اور دیگر احباب کا سلام دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں

حسب یادداشت پہنچا دیا تھا۔ حرمین شریفین اور دیگر مقامات مقدسہ پر صورتاً تو بندہ حاضر ہوتا ہی رہتا ہے باقی بندہ کے اختیارات میں تو کچھ بھی نہیں سب کچھ اللہ رب العزت کے فضل پر موقوف ہے۔ دعا کرتے رہا کریں اور تمام اقرباء و احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان اور استقامت نصیب فرمائے اور اہل سنت والجماعت اور خدام اہل سنت کو کامیابی عطا فرمائے اور ما انا علیہ و اصحابی خصوصاً خلفائے راشدین امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی اور حضرت المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی محبت اور اتباع کی ہمیشہ توفیق ہو اور آخرت میں رحمت اللعالمین، خاتم النبیین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی عظیم نعمت عطا فرمائے آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ

(تاریخ و سن ندارد)

---

(۲۳۲) برادر محترم مولوی محمد یعقوب صاحب ..... اسلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ ملا، طالب خیر بخیر ہے۔ مخدوم پور کے جلسہ پر آپ نہ پہنچ سکے حافظ محمد اقبال سے حالات معلوم ہو گئے تھے۔ ابھی حال میں ہی مولوی عظیم الدین (کراچی) کی کتاب ''حیات سیدنا یزید'' شائع ہوتی ہے جو مولوی محمد اسحٰق صاحب سندیلوی کا شاگرد ہے اور انہیں کی سرپرستی میں یزیدیت کو بڑھانے کی کوشش کر رہا ہے۔ یزیدی تحریک کا ایک رکن حکیم فیض عالم صدیقی (جہلم) ہے، اس کی بھی ایک نئی کتاب ''خلافت راشدہ'' شائع ہوئی ہے جس میں اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ راشد نہ ہونے کی تصریح کی ہے یہ خارجی فتنہ بھی سخت خطرناک ہے جو سُنّی دیوبندی کے نام سے اُبھر رہا ہے۔ حکیم فیض عالم نے حق چار یار کے بھی خلاف لکھا ہے کیونکہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ راشد نہیں مانتا اور اس کتاب میں بہت بکواسات کیے گئے ہیں۔ ''سرور المحزون'' حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی مصنفہ میں نے پہلے نہیں دیکھی لیکن ایسی کتاب آپ شائع نہ کیا کریں کہ جس کے مضامین مشکل اور ادق ہوں، ''مودودی دستور و عقائد'' کی اشد ضرورت ہے۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون! اللہ تعالیٰ آپ کی اور ہم سب کی اصلاح فرمائیں۔ مذہب اہل سنت کی مخلصانہ تبلیغ

اور اصلاح و اتباع کی توفیق ہو۔ آمین۔ جنرل ضیاء الحق کے اُس پیغام کی فوٹوسٹیٹ ارسال ہے جو اس نے دار العلوم دیوبند کے صد سالہ اجلاس میں بھیجی تھی۔

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال، ۱۴ جمادی الاوّل ۱۴۰۰ھ

---

(۲۴۰) برادر محترم مولوی محمد یعقوب صاحب...... اسلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

مدرسہ کے بارہ میں میری رپورٹ کی کیا ضرورت ہے؟ جب کہ میں خود سرپرست ہوں۔ اسلام آباد میں شیعوں نے کنونشن میں محاذ آرائی کی ہے اس کے خلاف قرار داد بنام صدر مملکت احتجاجی مراسلہ کے عنوان پر چھپوانے کے لیے بھیجا ہوا ہے۔ آپ کو بھی بھیجیں گے۔ جمعۃ المبارک پر مساجد میں پاس کروا کر صدر مملکت کو رجسٹری ارسال کر دیں۔ مصلحتاً خدام اہل سنت کی طرف سے شائع نہیں کروایا گیا بلکہ ایک مشترکہ نام ''سُنی تحریک عمل پاکستان'' تجویز کیا ہے۔ تاکہ جو لوگ خدام کے نام سے متوحش ہوتے ہیں وہ بھی اس نام سے کارروائی بھیج سکیں۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون! اللہ تعالیٰ اہل سنت کو کامیابی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ

۴ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

---

(۲۴۱) برادر محترم مولوی محمد یعقوب صاحب سلمہٗ تعالیٰ...... اسلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

مولانا مفتی محمود مرحوم کے صاحبزادہ کو میں نے تعزیت نامہ بھیج دیا ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون، اور یہ تعزیت نامہ جمعۃ المبارک میں بھی پڑھ کر سُنا دیا گیا تھا، حق تعالیٰ مغفرت فرمائے آمین ثم آمین۔

والسلام

خادم اہل سنت

مظہر حسین غفرلہٗ

۹ ذوالحجہ ۱۴۰۰ھ

نجوم ہدایت

صحابیت اور اس کا مقام و منصب

حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ

آفتاب نبوت کی تاثیر و تربیت اور تعلیم و تمرین سے امت کے استفادہ اور منور ہونے کے متفاوت درجات و مراتب کھل جاتے ہیں، جن کا معیار آفتاب سے قرب اور بعد ہے، یعنی جو اس سے قریب تر ہے وہ اتنا ہی نورانی تر اور متاثر تر ہے اور جتنا دور ہے اتنا ہی اس کے فیض سے کم مستفید ہے۔

مثلاً طلوع آفتاب کے بعد جو چیز سب سے زیادہ اور سب سے پہلے آفتاب کے آثار سے متاثر ہوتی ہے وفضاء ہے، وہ چونکہ خلقۃً اپنی ذات سے شفاف ہے اور ادھر آفتاب کے سامنے بلاواسطے حاضر ہے اس لیے سب سے پہلے اور سب سے زیادہ اس کے نور و حرارت کا اثر لیتی ہے، وہ اس درجہ منور ہوتی ہے کہ باوجودیکہ اس کے چمک اٹھنے کے خود اس کی چمک آنکھوں کو نظر نہیں آتی بلکہ آفتاب ہی کی دھوپ اور شعائیں نظر پڑتی ہیں، اگر فضاء کی ہستی نظر نہ پڑے گی گویا وہ اس کے نور میں اس درجہ مستغرق اور فانی ہوتی ہے کہ اس کا اپنا نور کسی کی آنکھ میں نہیں آتا بلکہ آفتاب اس میں سے ایسا دکھائی دیتا ہے کہ گویا بلاواسط دکھائی دے رہا ہے، حالانکہ فضاء اپنی بے حد وسعت کے ساتھ بیچ میں حائل ہے۔ ٹھیک یہی صورت روحانی آفتاب سے استفادہ کی بھی ہے کہ اس کے عالمگیر آثار سے متاثر تو سبھی ہوتے ہیں مگر سب سے زیادہ وہ طبقہ متاثر ہوتا ہے جو بلاواسطہ اس سے قریب ہو کر نور لیتا ہے اور وہ طبقہ صحابہ کرامؓ کا طبقہ ہے جو فضاء کی مانند ہے کہ زمین سے بالاتر ہے اور فلک شمس یعنی آسمانِ نبوت سے فروتر ہے، وہ فضاء کی طرح خلقی طور پر خود شفاف ہے جو محض اس کے نور ہی کو دکھلانے دینے کی نہیں بلکہ عین آفتاب کو دکھلانے کی کامل استعداد رکھتا ہے جیسا کہ احادیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ سارے نبیوں کے صحابہ میں میرے صحابہ منتخب کر لیے گئے جیسے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کے دل شفاف تھے، ان کا علم گہرا تھا، ان میں تکلفات نہ تھے، انہیں اقامت دین کے لیے پوری امت میں سے چن لیا گیا تھا، ان کا نقش قدم واجب الاتباع ہے وغیرہ، جس سے حضرات صحابہؓ

کی کمال قابلیت کھلتی ہے، جو انہیں انوار نبوت کو جذب کرنے کے لیے عطا ہوئی تھی، پس وہ فطری شفافی اور کمال قرب کے لحاظ سے بمنزلہ فضاء کے جو شفاف ہے اور ساری دنیا کی نسبت سے آفتاب سے قریب تر بھی ہے کہ بلاواسطہ نور آفتاب جذب کرتی ہے۔

پس انہوں نے ان شفاف سینوں سے اس درجہ آفتاب نبوت کا نور واثر قبول کیا کہ فضاء کی طرح سرتا پا نور بن گئے اور جیسا کہ فضاء آفتاب سے متصل اور ملحق ہو کر اس درجہ منور ہو جاتی ہے کہ وہ خود نظر نہیں آتی، یعنی وہ خود اپنے کو نہیں دکھلاتی بلکہ صرف آفتاب اور اس کی شعاعوں اور چمک دمک ہی کو نمایاں کرتی ہے، ایسے ہی صحابہؓ اپنی فطری قابلیتوں کی بناء پر اس درجہ پاک قلوب، عمیق العلم، قلیل التکلف اور بے غل وغش بنا دیے گئے تھے کہ گویا ان میں خود ان کی کوئی ذاتی خصوصیت باقی نہیں رہی تھی، وہ صرف سنن نبویؐ کے مجسم نمونے بن گئے، اسی لیے حضور ﷺ نے ان کے عقیدہ و عمل کو اپنے عقیدہ وعمل کے ساتھ ضم کر کے انہیں معیار حق فرمایا اور اعلان فرما دیا کہ سنن نبوت اور سنن صحابہ رضی اللہ عنہم ایک ہی ہیں، جس سے نمایاں ہو جاتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی دینی خصوصیات نبوی تھیں، چنانچہ امت کے بہتر (۷۲) فرقوں کے بارے جب حضور ﷺ سے یہ سوال کیا گیا کہ ان بہتر (۷۲) میں ناجی فرقہ کون سا ہے تو فرمایا: ''ما انا علیه و اصحابی '' (جن پر آج کے دن میں اور میرے صحابہ ہیں)۔

گویا اپنے عقیدہ وعمل کے ساتھ ان کے عقیدہ وعمل کو اس طرح ملا کر جتلایا کہ ان کے عقیدہ و عمل اور حضور ﷺ کے عقیدہ وعمل کی نوعیت ایک ثابت ہوگئی اور فرقوں کے حق وباطل ہونے کا معیار آپ ﷺ نے خود اپنی ذات بابرکات اور حضرات صحابہ کرامؓ کو ٹھہرا دیا۔

پھر جیسے فضاء تک کوئی گندگی نہیں پہنچتی اور پہنچائی بھی جائے تو وہ لوٹ کر پہنچانے والے ہی پر گرتی ہے، فضاء اس سے گندی نہیں ہوتی، ایسے ہی حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا طبقہ جو روحانی فضاء کی مانند ہے امت کی تنقیدوں سے بالاتر ہے، اگر ان کی شان میں کوئی طبقہ سب وشتم یا گستاخی یا سوء ادب یا جسارت وبے باکی یا ان پر اپنی تنقیدی تحقیر کی گندگی اچھالے گا تو اس کی یہ ناپاکی اس کی طرف لوٹ آئے گی، اس فضاء پر شفاف پر اس کا کوئی اثر نہ ہوگا۔

بہرحال حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم فضاء قریب کی مانند ہیں کہ انہیں شفافی میں بھی آفتاب سے

مناسبت ہے وہ آفتاب نبوت سے نزدیک تر بھی ہیں، بلاواسطہ اس سے ملحق بھی ہیں، وہ زمین کی کدورتوں سے بالاتر بھی ہیں اور وہ آفتاب نبوت کے نور میں فانی بھی ہیں کہ اس نور کی نمائش گاہ بن کر رہ گئے ہیں، جن میں اپنی خصوصیت بجز انفعال اور قبول حق کے دوسری نہیں رہ گئی تھی۔

پس صحابہ رضی اللہ عنہم کی اس اعلیٰ ترین زندگی کا نور تیز بھی ہے اور پیغمبر سے اقرب اور اشبہ تر بھی ہے کہ اس نے نبوت کی زندگی سے متصل رہ کر اس کی شعاعوں کا نور قبول کیا ہے، اس لیے یہ زندگی نہ صرف عزیمتوں کی زندگی اور اولوالعزمانہ زندگی ہے کہ ناجائزات کی آڑ لیے بغیر عمل کے اعلیٰ ترین حصہ کو ہی اپنا لیا جائے اور نفس کی راحت طلبوں کو خیر باد کہہ کر عملی مجاہدہ و ریاضت کو ہی زندگی بنا لیا جائے، بلکہ یہ زندگی جامع الاضداد بھی ہے جو کمال اعتدال لیے ہوئے ہے کہ ایک طرف نفس کشی بھی انتہائی، اور ساتھ ہی ادب و شریعت اور اتباع سنن نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی انتہائی، اور ایک طرف طبعی جذبات بھی قائم اور دوسری طرف عقلی دواعی اور ملکیت بھی غالب، اس کمال اعتدال و جامعیت کے ساتھ یہ زندگی صحابہ کے سوا امت کے کسی طبقہ کو طبقاتی حیثیت سے نصیب نہیں، آحاد و افراد اس زندگی کے حامل نظر پڑیں گے جس میں شرف صحابیت کے سوا سب کچھ ہوگا لیکن طبقہ کا طبقہ ایک ہی رنگ میں رنگا ہوا اور ہمہ وقت اخلاص و معرفت کی حد کمال کو طے کیے ہو، طبقہ صحابہ کے سوا دوسرا نہیں، جنہوں نے گھربار چھوڑ کر اور نفس کی کواہشات سے منہ موڑ کر صرف وصرف رضائے حق کو اپنی زندگی بنایا۔

طبعی مرغوبات کو شرعی مطلوبات پر قربان کر دیا، موطن طبیعت سے ہجرت کر کے موطن شریعت میں آ کر بس گئے اور شرعی مادوں کی خاطر نفس کی حیلہ جوئیوں اور راحت طلبیوں سے کنارہ کش ہو کر عزم صادق کے ساتھ ہمہ وقت مرضیات الٰہی اور سنن نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں مستغرق ہو گئے اور اسی کو اپنی زندگی بنا لیا، اس جامع اور جامع اضداد زندگی کا سب سے زیادہ نمایاں اور حیرت ناک پہلو یہ ہے کہ وہ کلیۃً تارک دنیا بھی تھے اور رہبانیت سے الگ بھی، دنیا اور دنیا کے جاہ و جلال، دھن و دولت، حکومت و سیاست، گھربار و زمین جائیداد کے ہجوم میں بھی تھے، اور پھر ادائے حقوق میں بے لاگ بھی، زن، زر، زمین ان کے تصرف میں بھی تھی اور پھر قلبا ان سب چیزوں سے بے تعلق اور کنارہ کش بھی، درویش کامل بھی ہیں اور قباء شاہی بھی زیب تن ہے، حکمراں بھی ہیں اور دلق گدائی بھی کندھوں پر ہے، ممالک بھی فتح کر رہے ہیں اور فقیری کی خو بھی بدستور قائم ہے ؎

یوں بہم کس نے کیے ساغر و سنداں دونوں

انبیاء علیہم السلام کی یہی زندگی ہے کہ بشر بھی ہیں اور ملک بھی، نہ طبائع کو ترک کرتے ہیں نہ عقل وفراست کے تقاضوں سے ایک انچ ادھر ادھر ہوتے ہیں، خالص طبعی جذبات کی پیروی حیوان کا کام ہے اور طبیعات سے کلیۃً باہر رہ کر محض عقل کلی کی پیروی فرشتوں کا کام ہے، لیکن طبیعات کو بحالہ قائم رکھ کر انہیں عقلی شعور کے ساتھ عقل کی ماتحتی میں انجام دینا اور حدود سے تجاوز نہ کرنا یہ انسان کا کام ہے۔

مگر انسان کو کامل فرما کر اس کے تقدس و برگزیدگی کو نمایاں کیا گیا، اس لیے جس طبقہ کے افعال، قویٰ، عقائد، احوال، اقوال سب میں یہ کامل اعتدال رچا ہوا ہو، وہی طبقہ کامل انسانیت کا طبقہ کہلائے گا، سو طبقاتی حیثیت سے یہ کمال بالذات تو انبیاء میں ہوتا ہے اور بالعرض بحیثیت طبقہ ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کے بعد طبقاتی حیثیت ختم ہو جاتی ہے، صرف انفرادی حیثیت باقی رہ جاتی ہے اور وہ بھی اس مقام کی نہیں جس پر یہ طبقہ فائز ہوتا ہے، پس صحابہ درحقیقت نبوت کا ظل کامل تھے جن کے طبقہ سے نبوت اور کمالات نبوت پہچانے جاتے ہیں اس لیے اگر کسی طبقہ کے طبقہ کو بحیثیت طبقہ اللہ و رسول کے یہاں مرضی و پسندیدہ قرار دیا گیا ہے تو وہ صرف صحابہ کا طبقہ ہے جس کی شہادت قرآن و حدیث نے دی اور ''رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ'' (اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی) کی دستاویز رضاء ان کے لیے آسمانی کتب میں تا قیام قیامت ثبت کر دی گئی: ''اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ'' (یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لیے خاص کر دیا ہے، ان لوگوں کے لیے مغفرت و اجر عظیم ہے) کے ذریعہ ان کے قلوب کی پاکیزگی کی شہادت دی گئی اور کہیں: ''اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۔ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً'' اور کہیں: ''وَالَّذِیْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا'' فرما کر ان کے اخلاق کی برتری ثابت کی گئی اور کہیں: ''اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم'' فرما کر ان کے ہر ہر فرد کو پوری امت کا مقتدا بتلایا گیا جس کی پیروی سے حصول ہدایت میں کوئی ادنیٰ کھٹکا نہ ہو۔

عقیدہ اہل سنت والجماعت

صحابہ کرام ﷺ سے محبت

دینِ حق کی خشتِ اول ہے

مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی، حیدرآباد

آغازِ اسلام ہی سے امت کے درمیان ایک طبقہ ایسا رہا ہے جو اختلاف کو عام کرنے، نفرتوں کو پھیلانے اور شورشوں کو ہوا دینے میں یہود بے بہود کے قدم بہ قدم، منافقین کی روش پر اپنی سازشی کارروائیوں میں مصروف و مشغول ہے۔ ''بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا'' کے عین مصداق اس ذہنیت کے حامل لوگ اکثر اپنی اوقات بھول جاتے ہیں اور ان بلند پایہ ہستیوں کے خلاف زبانِ طعن دراز کرنے لگے ہیں، جن پر تنقید ماہتاب نیم شب پر تھوکنے کے مترادف ہے، دورانِ طعن انہیں یہ تک سوچنے کا موقع نہیں ملتا کہ ہم جن کی شان میں دریدہ دہنی کر رہے ہیں عند اللہ ان کا کیا مقام و مرتبہ ہے؟ رسول اکرم ﷺ نے ان کے تعلق سے امت کو کیا ہدایت فرمائی ہے؟ خود دین کی بنیادوں کو استوار رکھنے میں ان کا کیا کچھ اساسی کردار رہا ہے؟ جو کتاب ہدایت کے اولین مخاطبین، علومِ رسالت کے طالبین صادقین، دین حنیف کے جان باز محافظین اور ساری امت کے لیے رہنمائے کاملین ہیں، جنہیں امت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عظیم لقب سے یاد کرتی ہے۔

سردست موجودہ حالات کے تناظر میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے تعلق سے اہل سنت والجماعت کا متفقہ موقف پیش کرنا قرین قیاس معلوم ہوتا ہے۔ اس لیے ذیل میں اس حوالے سے کچھ ضروری باتیں درج کی جارہی ہیں، مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ ان کا بہ غور مطالعہ کریں اور قلب و دماغ میں صحابہ کی عظمت، ان کی حجیت، ان کی رفعت، ان کا مقام و مرتبہ اچھی طرح راسخ کرلیں۔

عقیدۂ اہل سنت

حضرات صحابہ کرام سے محبت و عقیدت اہل سنت والجماعت کے نزدیک اصولِ ایمان میں سے ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد انسانوں میں جس جماعت کو اللہ رب العزت کے یہاں سب سے

زیادہ قرب حاصل ہے، وہ آپ کے تربیت یافتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس و بابرکت جماعت ہے، جس جماعت کا ہر ہر فرد صلاح و تقویٰ، اخلاص و للہیت اور زہد و اطاعت سے آراستہ و مزین ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاونت و نصرت اور دین کی دعوت و اشاعت کے لیے منتخب فرمایا اور ان ہی کے طفیل دین اسلام بھرپور حفاظت و صیانت کے ساتھ بلا تحریف و ترمیم اگلی نسلوں تک پہنچا۔ اگر یہ منتخب گروہ نہ ہوتا تو اسلامی شریعت بھی یہودیت و مسیحیت کی طرح تحریف کا شکار ہو جاتی، اسی لیے نبی علیہ السلام نے ان سے محبت کو اپنی ذات اقدس سے محبت کا معیار قرار دیا اور یوں فرمایا: خدارا! میرے صحابہ کے سلسلے میں اللہ سے ڈرتے رہو، ان کو میری وفات کے بعد ہرگز ہدف تنقید مت بناؤ! جو کوئی ان سے محبت کرے گا تو وہ مجھ سے محبت کی دلیل ہوگی اور جو کوئی ان سے بغض رکھے گا وہ مجھ سے بغض کی بنیاد پر (ان سے بغض) رکھے گا۔ (ترمذی شریف)

اسی طرح حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ستارے آسمان کے لیے باعث امن ہیں، جب وہ غائب ہو جائیں تو آسمان پر وہ مصیبت آجائے گی، جس کا اس سے وعدہ کیا گیا ہے اور میں اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے امن کا باعث ہوں، جب میں چلا جاؤں گا، تو ان کو وہ مصیبت پیش آئے گی، جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میری امت کے لیے باعث امن ہیں، جب وہ چلے جائیں تو امت پر وہ مصائب پیش آئیں گے، جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے (صحیح مسلم)

ان سب فضیلتوں کے علی الرغم اگر کوئی شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صالحیت و راست گوئی، دیانت و امانت داری کے حوالے سے شک و شبہ کا اظہار کرتا ہے تو دراصل وہ قرآن و سنت کی حقانیت پر طعن کرتا ہے اور ان مآخذ و منابع کو مشکوک بنانے کی کوشش کرتا ہے جو صحابہ کرام کے ذریعے ہم تک پہنچے ہیں۔ حضرت مصعب بن سعد نے سچ ہی فرمایا کہ امت کے تمام مسلمان تین درجوں میں منقسم ہیں، جن میں سے دو درجے تو گزر چکے یعنی مہاجرین و انصار، اب صرف ایک درجہ باقی رہ گیا، یعنی وہ جو صحابہ کرام سے محبت رکھے، ان کی عظمت پہچانے، اب اگر تمہیں امت میں کوئی جگہ حاصل کرنی ہے تو اسی تیسرے درجہ میں داخل ہو جاؤ۔

صحابہ معیار حق ہیں

صحابہ کے مستند و معیار حق ہونے پر اس سے بڑی کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ اللہ پاک نے انہیں دنیا ہی میں اپنی رضا کا پروانہ عطا فرما دیا اور جنت و مغفرت کی بشارت سنا دی، چند آیتوں کے ترجمے ملاحظہ فرمائیں:

○......ارشاد ربانی ہے: بے شک اللہ مومنوں سے راضی ہو گیا جب وہ (حدیبیہ میں) درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے، سو جو (جذبۂ صدق و وفا) ان کے دلوں میں تھا اللہ نے معلوم کر لیا تو اللہ نے ان (کے دلوں) پر خاص تسکین نازل فرمائی اور انہیں ایک بہت ہی قریب فتح خیبر کا انعام عطا کیا۔ (الفتح: ۱۸)

○......ایک اور موقع پر فرمایا: ''لیکن رسول اکرم ﷺ اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہیں اور انہیں لوگوں کے لیے سب بھلائیاں ہیں اور وہی لوگ مراد پانے والے ہیں، اللہ نے ان کے لیے جنتیں تیار فرما رکھی ہیں جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں، یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔'' (التوبہ: ۸۸-۸۹)

○......اسی طرح ایک اور مقام پر فرمان الٰہی ہے کہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے (راہِ خدا میں گھر بار اور وطن قربان کر دینے والوں کو) جگہ دی اور ان کی مدد کی، وہی لوگ حقیقت میں سچے مسلمان ہیں، ان ہی کے لیے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔'' (الانفال: ۷۴)

○......نیز سورۃ النساء کی آیت ۱۱۰ کا مطالعہ کیجیے! اللہ پاک فرماتے ہیں اور جو شخص اپنے سامنے ہدایت واضح ہونے کے بعد بھی رسول کی مخالفت کرے اور مومنوں کے راستے کے سوا کسی اور راستے کی پیروی کرے، اس کو ہم اسی راہ کے حوالے کر دیں گے جو اس نے خود اپنائی ہے اور اسے دوزخ میں جھونکیں گے، اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔ تمام مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ''غیر سبیل المومنین'' سے صحابہ کرامؓ کی جماعت مراد ہے۔ اس آیت کی روشنی میں وہ لوگ اندازہ لگائیں جو صحابہ کرامؓ کی عظمت ان کے وقار، ان کی دین متین سے وابستگی اور تعلق کو کالعدم قرار دیتے ہیں، دین کے راستے میں ان کی کاوشوں اور محنتوں کے منکر ہیں، ان کی زندگی میں انہیں مکمل معیار نظر نہیں آتا، ان

کا اعتراف ان کے حلق سے نہیں اترتا، وہ خود اپنا انجام سوچ سکتے ہیں، کیونکہ صحابہ کرام کی عظمت و محبت، ان کے طریقے سے اعراض و روگردانی، ضلالت و گمراہی کا پیش خیمہ ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور اگر وہ اپنے دل میں ان کی طرف سے کینہ رکھتا ہے تو وہ دراصل شیطان کا پیرو ہے، کیونکہ وہ اللہ کے برگزیدہ بندوں اور امت محمدیہ کے بہترین طبقہ کے خلاف اپنے دل میں دشمنی رکھتا ہے۔ اگر وہ مرنے سے پہلے اپنی اس روش سے توبہ نہیں کرتا تو حقیقت یہ ہے کہ اس کا خاتمہ بالخیر نہیں ہے، کیونکہ صحابہ کرامؓ اسلام کی ایسی بیش قیمت اور زریں زنجیریں ہیں کہ اگر اس کے ایک حلقہ (کڑی) کو بھی جدا کر دیا جائے تو ہمارا سارا دین غیر مستند قرار پائے گا، ہمارا علمی تفوق و بالادستی اور اسلامی تہذیب و تمدن کا سارا ذخیرہ ملیامیٹ ہو کر رہ جائے گا۔ اس سلسلہ میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کا ایک چشم کشا اقتباس ذکر کرنا مناسب ہے جو بڑی اہمیت کا حامل ہے:

''صحابہ کرام ایمان کی کھیتی، نبوت کی فصل، دعوت اسلامی کا ثمر اور رسالت محمدیہ کا عظیم الشان کارنامہ ہیں، ان کی سیرت و اخلاق میں جو حسن نظر آتا ہے وہ نبوت محمدی کی جلوہ سامانیوں کا پرتو ہے، ان سے زیادہ عظیم الشان اور تابناک تاریخ کسی دوسرے طبقہ کی ملنی مشکل ہے۔''

○...... صحابہ کرام کی شان میں گستاخی موجب لعنت جرم ہے، جیسا کہ ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند کر لیا اور میرے لیے میرے صحابہ کو چن لیا، پھر ان میں میرے وزیر و مددگار اور سسر بنائے، پس جو ان کو برا بھلا کہے، اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اس سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ فرض قبول کرے گا نہ نفل۔'' (مستدرک حاکم)

○...... ایک اور موقع پر نبی کریم ﷺ نے صحابہ کے تعلق سے بُرا بھلا کہنے سے منع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''جب بھی میرے صحابہ کے بارے میں بات ہو رہی ہو تو خاموش رہو، جب بھی ستاروں سے متعلق بات ہو رہی ہو تو خاموش رہو اور جب بھی تقدیر سے متعلق بات ہو رہی ہو تو خاموش رہو!'' (صحیح الجامع)

○...... مزید فرمایا: ''جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہتے ہیں اور انہیں ہدف تنقید بناتے ہیں تو ان سے کہو! تم میں سے جو برا ہے اس پر اللہ کی لعنت۔'' (ترمذی شریف)

اس لیے علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جو شخص حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم پر طعن کرتا یا ان پر سب وشتم کرتا ہے، وہ دین سے خارج اور ملت اسلام سے الگ ہے، کیونکہ ان پر طعن کرنا صرف اس وجہ سے ہوتا ہے کہ ان کے حق میں برائیوں کا اعتقاد ہو اور دل میں ان سے بغض پوشیدہ ہو اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان کی جو تعریف کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جو فضیلت و بڑائی بیان کی ہے، اس سے انکار ہو، پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چوں کہ دین کے پہنچانے والے اور اس کا بہترین ذریعہ و وسیلہ ہیں، اس لیے ان پر طعن کرنا گویا اصل (دین) پر طعن کرنا ہے اور ناقل و منقول کی توہین کرنا ہے۔'' (الکبائر)

نیز امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: واضح اور آشکار مسائل میں سے ایک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تمام خوبیوں کو بیان کرنا، ان کی غلطیوں اور آپس کے اختلافات کو بیان کرنے سے گریز کرنا ہے، لہٰذا جو شخص کسی بھی صحابی کی شان میں گستاخی کرے، برا بھلا کہے اور طعنہ زنی کرے یا کسی صحابی کی عیب جوئی کرے تو وہ شخص بدعتی، ناپاک، رافضی اور اہل سنت کا مخالف ہے۔ اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) نہ اس کی توبہ قبول فرمائے گا نہ کوئی فدیہ و کفارہ اس کی جان چھڑا سکے گا۔ اس کے برعکس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت اور عقیدت ضروری ہے، ان کے لیے نیک دعاء کرنا قرب الٰہی کا باعث ہے۔ ان کی پیروی باعث نجات ہے اور ان کی راہ پر چلنا فضیلت شمار ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ سب سے اچھے لوگ تھے، کسی انسان کے لیے مناسب نہیں کہ انہیں گالیاں دے یا عیب جوئی کر کے ان کی شان میں گستاخی کرے اور انہیں گندی زبان سے یاد کرے۔ (کتاب السنۃ)

خلاصۂ کلام

آج ملت کا شیرازہ مختلف جماعتوں، فرقوں اور گروہوں میں تقسیم ہو کر ملتِ واحدہ کی شناخت کھو چکا ہے، ہر جماعت خود کو برحق، ہر فرقہ خود کو صحیح اور ہر گروہ خود کو جنتی باور کروا رہا ہے، ایسے میں ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کسے جنتی قرار دیتے ہیں اور کس کی پیروی پر جہنم سے نجات کا پروانہ عطا فرماتے ہیں؟

○ ...... چناں چہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''میری امت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی، سوائے ایک جماعت کے سب دوزخ میں جائیں گے، عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ کونسا گروہ ہوگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ وہ جماعت ہوگی جو اس

راستے پر چلے گی جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔'' (ترمذی شریف)

اس حدیث میں یہ اشارہ بھی ہے کہ سنت رسول ﷺ کے ساتھ طریق صحابہ رضی اللہ عنہم بھی قیامت تک محفوظ رہے گا، کیونکہ جو چیز محفوظ نہ ہو وہ قیامت تک نجات پانے والے گروہ کی نشانی کیسے بن سکتی ہے؟ اسی طرح نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: تم میرے بعد شدید اختلاف دیکھو گے! اس وقت تم میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا۔ اس پر مضبوطی سے جمے رہنا، دین میں نئے پیدا ہونے والے امور سے اپنے آپ کو بچا کر رکھنا، کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔''۔ (سنن ابن ماجہ)

معلوم ہوا فتنوں کے ظہور کے وقت بچاؤ صرف اور صرف نبی اکرم ﷺ اور آپ کے خلفاء راشدین کی سنت اختیار کرنے میں ہے۔

دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے انتشار سے بچاتے ہوئے اپنے راستے پر چلنے، رسول برحقؐ کی اطاعت کرنے اور صحابۂ کرامؓ کی اتباع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

شانِ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

از درد کوروی

اللہ اللہ قلب پُرانوار ذوالنورینؓ کا
لفظِ ذوالنورینؓ ہے شہ کار ذوالنورینؓ کا

جمع قرآن سے ہے دِل بیدار ذوالنورینؓ کا
عکس ہے قرآن کا، رخسار ذوالنورینؓ کا

آیتیں کہتی ہیں جب پڑھتا ہوں میں قرآنِ پاک
اللہ اللہ ہوگیا دیدار ذوالنورینؓ کا

رخ نہیں کرتا ہے دنیا کی شرابوں کی طرف
کس قدر سرشار ہے میخوار ذوالنورینؓ کا

عشق تھا عثمانؓ کا دل میں نبیؐ کے اس قدر
ہے دیار مصطفیٰؐ دربار ذوالنورینؓ کا

سب صحابہؓ سے رسول اللہ نے بیعت جو لی
ہوگیا پیش نظر کردار ذوالنورینؓ کا

ہاتھ کو اپنے کہا ''عثمانؓ کا یہ ہاتھ ہے''!
لے لیا یوں بیعت و اقرار ذوالنورینؓ کا

نور پیکر تھیں پیمبر زادیاں، اس وجہ سے
نام ذوالنورینؓ ہے شہ کار ذوالنورینؓ کا

وہ حیا و علم، جود و لطف ہے پیش نظر
درد! دل ہے آئینہ بردار ذوالنورینؓ کا

''منقول از ماہنامہ فیض الاسلام راولپنڈی' ۱۹۶۴ء''

خلیفہ سوم

پیکرِ شرم وحیا، مجسمۂ جود وسخا

سیدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

محترم عبدالرشید نعمانی صاحب

خلیفۂ ثالث سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شخصیت تاریخ اسلام کی وہ عبقری اور نایاب شخصیت ہے جن کا دورِ خلافت بے مثال اصلاحات، رفاہی مہمات اور اہم دینی خدمات سے عبارت ہے۔ خود آپ کی ذات والا صفات کو جہاں حافظ قرآن، کاتب قرآن، جامع قرآن، ناشرِ قرآن، کامل الحیاء والایمان، صاحب النبی فی الجنان، ذوالنورین اور ذوالہجرتین ہونے کا شرف حاصل ہے، وہیں آپ کا شمار السابقون الاولون اور عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے۔ جن کی صاف وشفاف زندگی کے مختلف النوع گوشوں میں عمدہ سیرت، اعلیٰ کردار اور مثالی اخلاق کے ایسے غیر فانی اور لاثانی نقوش ہیں کہ ایک کوتاہ علم تاریخ نویس اس کے ہر ہر پہلو کو اجاگر کرنے سے عاجز وقاصر ہے، بالخصوص آپ کا عہدِ خلافت اور واقعہ شہادت تاریخ اسلام کا وہ معرکہ آرا حصہ ہے کہ دریدہ قلم مؤرخین اور جانب دار اربابِ صحافت تو درکنار، محتاط اور ثقہ مصنفین بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر کیے جانے والے اعتراضات کا اس طرح جواب دیتے ہیں کہ گویا معذرت کر رہے ہوں۔

اس حوالے سے پروفیسر خلیق احمد نظامی کا رقم کردہ یہ اقتباس بڑا ہی چشم کشا ثابت ہوگا، موصوف ارقام فرماتے ہیں: حقیقت یہ ہے کہ تاریخ اور مؤرخین دونوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ انصاف نہیں کیا ہے، ان کے عہد کے فتنوں کے جائزے میں الجھ کر ان کی سیرت وکارناموں کے بہت سے پہلو نظروں سے اوجھل ہو رہے ہیں، ان کے عہد کی فتوحات تاریخ اسلام کا ایک شاندار باب ہے، انہوں نے آرمینیہ، آذربائیجان، ایشیائے کوچک، ترکستان، کابل، سندھ، قبرص، اسپین وغیرہ میں عربوں کے سیاسی اقتدار کے لیے راہیں ہموار کر دی تھیں، ان ہی کے زمانہ میں بحری طاقت منظم ہوئی، بیشتر نظام حکومت کے معاملات میں گو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نقشِ قدم پر چلے، لیکن

طبیعت کی نرمی اور غیر معمولی حلم سے مخالفین نے فائدہ اٹھا کر ہر طرف سازشوں کا جال بچھا دیا۔''
(پیش لفظ ''عثمان ذوالنورین'')

تفویض خلافت سے قبل آپ کی اہم ترین خدمات پر ایک نظر

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ابتدائی زمانہ اسلام ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا کچھ ہی عرصہ بعد آپ کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے ہوگیا، بعدازاں ۵ نبوی میں آپ کو ہجرت حبشہ کا شرف بھی حاصل ہوا، اس طرح راہ اسلام میں اپنا آبائی وطن ترک کر کے حبشہ روانہ ہوگئے، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی جانب ہجرت فرمائی تو آپ بھی مدینہ چلے آئے، جہاں آپ نے اسلام اور مسلمانوں کے لیے گراں قدر کارہائے نمایاں انجام دیے۔

بئر رومہ

مدینہ ہجرت کے بعد مسلمانوں کو میٹھے پانی کی بڑی تکلیف تھی، شہر مدینہ میں ''رومہ'' کے نام سے میٹھے پانی کا ایک کنواں تھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ۳۵ ہزار درہم کے عوض یہ کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا، جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جنت کی بشارت دی۔

مسجد نبوی کی توسیع

مسجد نبوی کے رقبہ میں پہلا اضافہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایماء پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہی نے فرمایا تھا اور مسجد سے متصل ایک قطعہ زمین بروایت تاریخ ابن کثیر ۲۵ ہزار درہم میں خرید کر مسجد میں شامل فرما دیا، بعدازاں اپنے عہد خلافت میں بھی مسجد نبوی کی تعمیر و توسیع میں نمایاں حصہ لیا اور خصوصی توجہ فرمائی۔

سفارت و نمائندگی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

۶ھ کے دوران واقعہ حدیبیہ کے نازک موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہی تھے جنہوں نے سفارت کے فرائض انجام دیے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندے کی حیثیت سے آپ کا پیغام قریش تک پہنچایا اور اس سلسلہ میں اپنی جان تک کی پروانہ فرمائی، اسی موقع پر آپ رضی اللہ عنہ کے قتل کی افواہ اڑائی گئی تو نبی

پاک ﷺ نے آپ کا قصاص لینے کے لیے ایک درخت کے نیچے حضرات صحابہؓ سے بیعت لی اور اس میں ایک دست مبارک کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دیا، تاریخ اسلام میں اس بیعت کا نام ''بیعت الرضوان'' یا بیعت الشجرہ ہے، خود قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بیعت رضوان کرنے والوں کے لیے اپنی رضا اور خوش نودی کا اعلان فرمایا۔

سخاوت و فیاضی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جہاں اللہ نے ثروت و دولت سے سرفراز فرمایا وہیں آپ کے دل میں سخاوت و فیاضی کا قابل قدر جذبہ بھی خوب خوب پیدا فرمایا، یوں تو ساری عمر آپ نے اپنا مال بڑی دریا دلی سے راہ اسلام میں خرچ فرمایا، تاہم غزوہ تبوک میں آپ کا مالی انفاق حد سے بڑھ گیا، علی اختلاف الروایات۔ (۱) دو سو اوقیہ چاندی اور دو سو اونٹ (مغازی رسول اللہ ﷺ للواقدی) (۲) ستر ہزار درہم (زرقانی و سیرت النبی ﷺ) (۳) ایک ہزار اونٹ، ستر ہزار گھوڑے اور ایک ہزار نقد دینار (انساب الاشراف بلاذری) آپ نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش فرمائے، آپؐ اس سخاوت سے اتنا خوش ہوئے کہ اپنے دستِ اقدس سے اشرفیوں کو الٹ پلٹ کرتے اور فرماتے: **ماضر عثمان ماعمل بعد هذا اليوم۔**

خلافت و فتوحات عثمانی

امیر المومنین، خلیفۃ المسلمین، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ۴ محرم الحرام ۲۴ھ بروز دوشنبہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسند نشین خلافت ہوئے اور کم وبیش بارہ سالہ قلیل عرصہ میں ۴۴ لاکھ مربع میل کے وسیع و عریض خطے پر اسلامی سلطنت قائم کرنے اور نظامِ خلافت جاری رکھنے کا وہ لازوال کارنامہ انجام دیا جس کی نظیر پیش کرنے سے دنیا قاصر ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد زریں میں جن عظیم الشان فتوحات کا سلسلہ شروع فرمایا تھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نہ صرف یہ کہ ان فتوحات کو جاری رکھا، بلکہ ان میں غیر معمولی توسیع فرمائی، جو فتوحات نامکمل رہ گئی تھیں انہیں مکمل کیا، جہاں کہیں بغاوت ہوئی اس کا علی الفور تدارک کر کے حکومت میں استحکام پیدا کیا، پھر ایک ماہر جرنیل کی حیثیت سے مجاہدین اسلام کے لیے بحری جنگ نے

تربیت کا لائحہ عمل تیار کیا، جس کے بعد جنگی بیڑے بنائے گئے، بحری جنگ کے حربے سکھائے گئے، اس طرح بحیرۂ روم کی موجوں پر تاریخ اسلام کا پہلا بحری بیڑہ پرچم اسلام لہراتے ہوئے کود پڑا اور رومیوں پر اس طرح شب خوں مارا کہ ان کی قوت و سطوت کے سفینے ڈبو دیے، جس کے نتیجہ میں فرانس و یورپ کے کئی ممالک اسلام کے آفاقی نظام سے واقف ہوئے اور سندھ، مکران، طبرستان و کابل سمیت متعدد ایشیائی ممالک حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے، ان سب کے باوجود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تمام صابوں کے گورنر، قاضی اور عمال کی چھان پھٹک کر کے نہایت زیرک اور مخلص حاکم مقرر کرتے اور آپ کا طریقہ تھا کہ ہر تین ماہ یا چھ ماہ بعد گورنروں اور حاکموں کے نام ہدایات جاری کرتے، انہیں اپنے فرض منصبی سے آگاہ کرتے اور رعایا کے ساتھ عدل و انصاف کا امر فرماتے، خود امیر المؤمنین کی سادگی اور بے نفسی کا یہ عالم تھا کہ ابن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو اس حالت میں دیکھا کہ دوپہر کے وقت مسجد نبوی کے صحن میں کچی اینٹ کا تکیہ سر کے نیچے رکھے ہوئے، آرام فرما رہے ہیں، میں نے گھر جا کر اپنے والد سے دریافت کیا کہ ایسا حسین و جمیل شخص اس حالت میں کون تھا؟ والد نے کہا کہ وہ امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے (ابن کثیرؒ)

علاوہ ازیں انتظامی و رفاہی شعبوں کا اجراء، ہر علاقہ میں منصف عدالتوں کا قیام، شاہ راہوں اور مسافر خانوں کی مستقل تعمیر، مالیاتی نظام میں باقاعدگی کا اہتمام اور ان جیسے ان گنت کارنامے ہیں جو عہد عثمانی میں تاریخی یادگار کی حیثیت رکھتے ہیں۔

مختصر یہ کہ عہدِ عثمانی کے ابتدائی چھ سال پے در پے فتوحات، کامیابی و کامرانی، فتح مندی و ظفر یابی کے جلی عنوان سے عبارت ہے، مگر دورِ ثانی جو پانچ چھ برس پر مشتمل ہے، سخت انتشار و پراگندگی اور فتنہ و فساد کا دور ہے، جسے اسلامی تاریخ کبھی فراموش نہیں کرسکتی۔

بغاوت کے بنیادی عناصر اور آپ کی مظلومانہ شہادت

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عہدِ خلافت سرمایہ کی بہتات اور اس کی عادلانہ تقسیم کا آئینہ دار تھا، آپ کو ایک طرف بیرونی محاذ پر رومیوں سے سابقہ پڑا تو دوسری طرف اندرونی محاذ پر دولت کے فتنے سے سابقہ پیش آیا، آپ کے عہد زریں میں اسلامی فتوحات کا تانتا بندھ گیا، یوں دیارِ عرب کے صحراؤں،

ایران کے لالہ زاروں اور روم کے جزیروں سے خمس وخراج وغیرہ کی صورت میں دولت کے انبار لگا تار اور سلسلہ وار مدینہ منورہ پہنچتے رہے، جس کی وجہ سے خوش حالی عام ہوگئی، دولت کی فراوانی نے عیش پرست نوجوانوں کو طاؤس ورباب کی لعنت میں گرفتار کر دیا، رومیوں اور ایرانیوں سے اختلاط کے باعث عیش وعشرت اور تکلفات کے طور طریقے عربوں میں بھی رائج ہونے لگے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یہ بے راہ روی برداشت نہ کر سکے اور بلا خوف لومۃ لائم اپنے کمانڈروں کو حکم جاری فرمایا کہ حکم شرعی کے پیش نظر حدود اور دیگر تعزیری سزائیں نافذ کی جائیں، اس طرح جب امیر زادوں کی سرکوبی کی گئی تو وہ اپنے قبیلوں سمیت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مخالف ہوگئے، داخلی محاذ پر بے چینی اور اضطراب کی یہی پہلی لہر تھی، جو دھیرے دھیرے تیز آندھی کی شکل اختیار کر گئی، دوسری طرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رومیوں کی بڑھتی ہوئی جارحیت کے خلاف زبردست کارروائی کرتے ہوئے بحری جنگ کا آغاز فرمایا اور آناً فاناً انہیں شکست فاش سے دوچار ہونا پڑا، انہی شکست خوردہ رومیوں اور ایرانیوں نے مسلمانوں کے خلاف گھات لگا کر رئیس المنافقین عبداللہ بن سبا کے جھنڈے تلے جمع ہونا شروع کر دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف طرح طرح کی سازشیں کرنے لگے، کوفہ میں جگہ جگہ اپنے اڈے قائم کیے، خفیہ طور پر مختلف علاقوں میں لوگوں کو ورغلانا شروع کیا، پھر انجام کار اقربا پروری اور بیت المال میں خیانت کا جھوٹا الزام لگا کر اسلام کے پرشکوہ قصر خلافت کو مسمار کرنے کی زبردست سازش رچی، داخلی وخارجی محاذ پر یہ سرکش لہریں رفتہ رفتہ بے قابو ہوگئیں اور اس طرح موجیں مارنے لگیں کہ اپنے عہد کا سب سے بڑا خلیفہ عادل اپنے ہی گھر میں تلاوت قرآن کے دوران، چالیس دن سے بھوکا اور پیاسا ہونے کی حالت میں انتہائی سفاکی اور بے رحمی کے ساتھ شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

المختصر

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی حیات طیبہ بے شمار اسباق کا مجموعہ ہے، جس میں اسلام اور اہل اسلام کے تئیں ایثار وقربانی، قانون شکنی کے خلاف غیرت وحمیت، دیار رسول کی حرمت وحفاظت، قرآن مجید کی نشر واشاعت، امن عامہ کا اہتمام، دولت کی منصفانہ تقسیم، سچائی وبہادری، سخاوت وکرم گستری

وغیرہ جیسے جلی عناوین کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، جن سے عبرت پذیری وسبق آموزی، بلکہ ہر ایک پر عمل آوری امت کی اہم ترین ضرورت ہے، خاص کر اس باہمی اتفاق و اتحاد، الفت ومحبت، ہم دردی و رواداری کی جس کے تحفظ و بقا کے لیے خلیفہ ثالث نے مظلومانہ شہادت کو تو بخوشی منظور کر لیا مگر مدینہ منورہ کی پر امن فضا میں اختلاف و انتشار کو ہرگز پسند نہیں فرمایا، جن کی بارگاہ میں ماہر القادری نے یوں نذرانۂ عقیدت پیش کیا ہے:

یہ جامع قرآن ہیں عثمان غنیؓ ہیں
اللہ کے مقبول ہیں محبوب نبی ہیں

ایمان و حیاء، جود و سخا ہو کہ مروت
دیباچہ اخلاق کا عنوان یہی ہیں

جس روز خلیفہ کو خود امت نے کیا قتل
اس روز سے اخوت کی حدیں ٹوٹ گئی ہیں

اے جانِ وفا یثرب و حبشہ کے مہاجر
راہیں تیرے قدموں کے نشاں ڈھونڈ رہی ہیں

☆☆☆☆

سب سے پہلے

سب سے پہلے نزول قرآن سورہ علق کی ابتدائی پانچ آیات کا 18 رمضان المبارک کو غار حرا میں ہوا۔ ☆ اولین مرکز اسلام، کوہ صفا پر واقع دار ارقم بنا۔ ☆ پہلا اسلامی گھرانہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تھا۔ ☆ مدینہ کا سب سے پہلا نوجوان جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت سے متاثر ہوا سوید بن صامت رضی اللہ عنہ تھے۔ ☆ معرکہ بدر کا پہلا مقتول دشمن اسود بن عبدالاسد تھا۔ ☆ معرکہ بدر کا پہلا مسلم شہید مہجع مولا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ ☆ پہلا حکمران جو حلقہ بگوش اسلام ہوا نجاشی شاہ حبشہ تھا۔ ☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اولین شاہی ہدیہ نجاشی نے روانہ کیا تھا۔ ☆ پہلا شہید جنتی جس نے نہ نماز پڑھی نہ روزہ رکھا اصیرم بنی عبدالاشہل رضی اللہ عنہ تھے۔ ☆ پہلا نمازی جس نے تین تیر کھائے لیکن نماز نہیں توڑی حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ تھے۔ ☆ پہلے مہاجر جن کا انتقال مدینہ میں ہوا حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ تھے۔ ☆ مدینہ کا پہلا قبیلہ جو یکدم مسلمان ہوا بنی عبدالاشہل تھا۔ ☆ بہادری کا اولین خطاب جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عطا ہوا "سیف اللہ" خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ملا۔ ☆ پہلا معرکہ جس میں پہلی دفعہ پے در پے نمازیں قضا ہوئیں غزوہ خندق تھا۔ ☆ پہلا اظہار فخر جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں مقبول ٹھہرا غزوہ احد میں حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ کا تلوار لے کر اکڑ کر چلنا تھا۔ ☆ اسلام میں پہلا حج 9 ہجری میں بامارت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ادا ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆

نئے اُفق

تبصرہ وتذکرہ

مولانا حافظ عبدالجبار سلفی

①

کتاب کا نام ...... تذکرہ علماء ایبٹ آباد

مصنف ...... پروفیسر حافظ بشیر حسین حامد

صفحات 711

ملنے کا پتہ ...... دارالکتاب لاہور۔ (0321-4650131 -0300-8099774)

زیر تبصرہ کتاب نہایت معلومات افزاء کتاب ہے جس میں ایبٹ آباد شہر، قصبات، مواضع اور دیہاتوں کے ماضی و حال کے کم وبیش ایک سو علماء کرام کی علمی، عملی، تحریکی اور تصنیفی خدمات کا بالترتیب تذکرہ موجود ہے کتاب ہذا نہایت جستجو اور عرق ریزی سے لکھی گئی ہے۔ مصنف کی محنت شاقہ اور ذوق وشوق کتاب پڑھنے سے خوب عیاں ہوتی ہے۔ کتاب ھذا کو چھ ابواب میں منقسم کیا گیا ہے باب اول میں کم وبیش ۳۲ اُن علماء کا تذکرہ ہے جنھوں نے بڑی بڑی درسگاہوں اور اپنے زمانہ کے نامور مشاہیر واسلاف سے کسب فیض کیا اور پھر نامساعد حالات میں اپنے علاقہ میں آکر خدمات دین سرانجام دیں، ایبٹ آباد کا معروف قدیمی علاقہ ''ڈھوڈ'' ایک ایسی تاریخی دھرتی ہے کہ جہاں حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ علوم منطق پڑھتے رہے، اس مناسبت سے علامہ کشمیری رحمہ اللہ کے استاذ حضرت مولانا قاضی عبدالرحمن ڈھوڈویؒ کا دلکش اور ایمان افروز تذکرہ اس کتاب کی جان ہے، گویا ایبٹ آباد کی سرزمین کو علامہ کشمیری رحمہ اللہ جیسی جہابذہ روزگار ہستی کی مادر علمی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ باب دوم میں اٹھارہ، باب سوم میں بیس، باب چہارم میں دس، باب پنجم میں چودہ اور باب ششم میں بارہ حضرات کے تذکرے موجود ہیں۔ اور آخری ابواب میں شامل جن اہل علم کے احوال ہیں ان میں سے اکثر حیات ہیں اور پہلے ابواب میں مندرج بزرگوں میں سے اکثر وبیشتر آخرت کو سدھار گئے ہیں۔ ایبٹ آباد کی معروف اور قدیم آبادیوں مثلاً نواں شہر، سلہڈ، شیخ البانڈی، کیہال، لورہ، جھگیاں، نڑیاں، کالاپل، بکوتر، دلولہ، سپلائی، ترنوائی، تناوزل، سلطانپور، ڈھوڈیال، اور کاکول

کے علاوہ خاص شہر کی کالونیوں اور محلوں میں ماضی کے اندر رہنے والے اکابر و اسلاف کا تذکرہ اس انداز اور حُسنِ ترتیب کے ساتھ آ گیا ہے کہ ضلع بھر کی جغرافیائی تاریخ خود بخود قلمبند ہوتی چلی گئی ہے۔ اس اہم کتاب کے اندر اہل علم کے مکمل احوال، اُن کے قائم کردہ مراکز، مساجد و مدارس، خانقاہیں، نیز تصانیف و تالیف کا تعارف اور بعض پرانے اہل علم کی اولادوں کا ذکر بھی آ گیا ہے۔ علاوہ ازیں ماضی میں جن لوگوں نے مختلف تحریکوں میں کسی قدر اپنا کردار ادا کیا ان کی جدوجہد کو بھی تسلسل کے ساتھ پیش کر دیا گیا ہے۔ یہ کتاب پڑھنے والے حضرات ایک اہم بات یہ ذہن نشین فرما لیں کہ اس میں اہلِ علم کے تذکرے یکجا کیے گئے ہیں۔ اور جب کئی ایک شخصیات کے تذکرے جمع کیے جائیں تو وہاں انفرادی نظریات اور فکری رجحان کی تردید و تائید نہیں کی جاتی۔ کتاب ہذا میں کچھ ایسے ''بزرگوں'' کے احوال بھی ہیں کہ جنھوں نے اپنی پوری زندگی من حیث الامت، ملت اسلامیہ کو حضرت امیر معاویہؓ کا گستاخ ثابت کرنے میں لگا دی ہے اور وہ حُب یزید کی آڑ میں ناصبیت کا یہ ناٹک ایک عرصہ سے مخصوص ٹولی کے زیر سایہ رچاتے چلے آ رہے ہیں۔ جہاں تک مصنف ''تذکرہ علماء ایبٹ آباد'' کا تعلق ہے وہ بحمد اللہ ایک نظریاتی اور اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھنے والے بیدار مغز، سنجیدہ، متقی اور اسلاف و اکابرین سے قلبی محبت رکھنے والے علم دوست ہیں۔ اس لیے کوئی کتاب خواں یہ کتاب پڑھ کر شک و شبے کو دل و دماغ میں جگہ نہ دے، بلکہ اسے ایک تاریخی تذکرے کی حد تک ہی دیکھا جائے۔ وُسعتِ معلومات کے لحاظ سے دیکھا جائے تو کتاب ہذا کا ہر لائبریری میں ہونا بہت ضروری ہے۔ بالخصوص علماء کرام طلبہ عظام اور تصانیف و تالیف کا ذوق رکھنے والے مصنفین نیز کتب سوانح پڑھنے والے ضرور اس کتاب تک رسائی حاصل کریں۔ ان شاء اللہ انہیں فائدہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مصنف کی محنت قبول فرمائے۔ آمین۔

کتاب کا سرورق بہت جاذب نظر و باوقار ہے، کاغذ اچھا لگایا گیا ہے، بائنڈنگ مضبوط ہے۔ کمپوزنگ صاف ستھری ہے، تصحیح کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔ البتہ قیمت جو کتاب پر درج ہے وہ عمومی طور پر ناقابل برداشت ہے۔ اس لیے خواص غیرت قومی کا مظاہرہ فرما کر زیادہ سے زیادہ نسخے خریدیں اور اہل علم میں تحفۃً تقسیم کریں۔ بہرحال اہل علم و ذوق جلد اس کتاب کی طرف توجہ فرمائیں۔

ماہنامہ حق چاریار لاہور

رجسٹرڈ نمبر CPL26